

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 11 رفروری 2009ء، بمقابلہ 15 صفر 1430ھ بروزبند ہ بوقت صبح گیارہ بجے زیر صدارت
 جناب ڈپٹی سپیکر سید مطعی اللہ آغا بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
 جناب ڈپٹی سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
 تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِيْنَا أَوْ أَخْطَافْنَا هَرَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ
 مِنْ قَبْلِنَا هَرَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالًا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَقُنْهَ وَأَغْفِرْنَا وَقُنْهَ وَارْحَمْنَا وَقُنْهَ
 أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِينَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝

﴿پارہ نمبر ۳ سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۸۶﴾

ترجمہ: اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ کپڑنا، اے ہمارے رب! ہم
 پروہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پروہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت
 نہ ہوا اور ہم سے درگزر فرمایا اور ہمیں بخش دے اور ہم پر حرم کر! تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ
 عطا فرماء۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا لَبَلَاغٌ

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

60☆ میر ظہور حسین کھوسہ:

کیا وزیر ایکسائز انڈیکسیشن ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام اپریل 2008ء تا تا حال مکمل ایکسائز انڈیکسیشن میں
 مختلف نوعیت کی متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ہر قسم کی تمام تعیناتیوں کی تفصیل دی جائے تعینات کردہ افراد

کے نام مع مکمل کو ائف کی تفصیل دی جائے۔ نیز کیا یہ اسامیاں قواعد و ضوابط کے مطابق مشترہ ہوئی تھیں۔ اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مشترہ کردہ اخبارات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن:

موجودہ حکومت کے دور میں مکمل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں از اپریل 2008ء تا حال کوئی بھی تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منشرا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن!

میر ظہور حسین خان کھوسہ: کوئی ضمنی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ظہور حسین خان کھوسہ اپنا لاگلا سوال نمبر دریافت کریں۔

مورد № 66 میر ظہور حسین خان کھوسہ: مورخہ 20 نومبر 2008ء کا موجہ خرشدہ

کیا وزیر جنگلات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام اپریل 2008ء تا حال مکملہ جنگلات میں مختلف نوعیت کی متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ہر قم کی تمام تعیناتیوں کی تفصیل دی جائے۔ تعینات کردہ افراد کے نام مع مکمل کو ائف کی تفصیل دی جائے۔ نیز کیا یہ اسامیاں قواعد و ضوابط کے مطابق مشترہ ہوئی تھیں۔ اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مشترہ کردہ اخبارات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام اپریل 2008ء تا حال مکملہ جنگلات بلوچستان میں ضلعی سطح پر مختلف نوعیت کی تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

(ب) گرید 1 تا گرید 9 تک کی اسامیوں پر تعیناتی ضلعی حکومت کے تحت ایک با اختیار کمیٹی کرتی ہے جسکی سربراہی متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر کرتے ہیں۔ ضلع شیرانی کی اسامیوں کے لئے اشتہار روز نامہ مشرق کوئٹہ میں مورخہ 12، مارچ 2008ء کا اشتہار جاری ہوا تھا اور ضلع سبی کے لئے اشتہار روز نامہ مشرق کوئٹہ 29، مارچ 2008ء کو جاری ہوا تھا۔ جبکہ ضلع سبیلہ کی اسامیوں کے لئے اشتہار روز نامہ انتخاب حب 29، جنوری 2008ء کو شائع ہوا تھا۔ اگرچہ یہ تمام اسامیاں موجودہ حکومت کی تشکیل سے قبل مشترہ کی گئی تھیں لیکن تعیناتیاں موجودہ دور میں عمل میں لائی گئیں۔ تعینات ہونے والے الہکاروں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ولد یت مع سکونت	ضلع	عہدہ / گریڈ
1	حیات اللہ خان ولد فیض محمد	سكنہ شیرانی	جونیئر کلرک (بی-7)
2	جمیل خان ولد حاجی عظیم	ایضاً	فارسٹ (بی-7)
3	اللہ الداود ولد گولہ خان	ایضاً	ایضاً
4	عبد الجبار ولد جعفر خان	ایضاً	فارسٹ گارڈ (بی-5)
5	گل شاہ خان ولد سادہ گل	ایضاً	ایضاً
6	عبد المالک ولد خالقدار	ایضاً	جب پڑ رائیور (بی-4)
7	سلیم شاہ ولد حیم شاہ	ایضاً	گیم واچر (بی-1)
8	میر حسن ولد شیر حسن	ایضاً	ایضاً
9	نعمت خان ولد میر خان	ایضاً	نائب قاصد (بی-1)
10	عبد الجید ولد ملا دوست محمد	ایضاً	چوکیدار (بی-1)
11	عجب خان ولد امیر محمد	سكنہ ہرنائی	فارسٹ گارڈ (بی-5)
12	مولابخش ولد محمد اسماعیل	سكنہ لبیلہ	جونیئر کلرک (بی-7)
13	حبیب اللہ ولد محمد ایوب	ایضاً	مشین آپریٹر (بی-5)
14	محمد رشید ولد عزیز اللہ	ایضاً	فارسٹ گارڈ (بی-5)
15	عبد الصدر ولد عبد التبار	ایضاً	ایضاً
16	علی نواز ولد باران	ایضاً	گیم واچر (بی-1)
17	محمد نعیم ولد عبدالحکیم	ایضاً	بیلدار (بی-1)
18	ثناء اللہ ولد محمد اسماعیل	ایضاً	نائب قاصد (بی-1)

روئیداد کمیٹی، اخباری تراشے اور احکام تعیناتی کی تفصیل تھیں ہے۔ لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منستر جگلات!

میر ظہور حسین خان ہوسہ: کوئی ضمنی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ظہور حسین خان کھوسہ اپنا اگلا سوال نمبر دریافت کریں۔

مورخہ 20 نومبر 2008ء کا موخر شدہ 67☆ میر ظہور حسین خان کھوسہ:

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت کے قیام اپریل 2008ء تا حال مکملہ بلدیات میں مختلف نوعیت کی متعدد تعیناتیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ہر قسم کی تمام تعیناتیوں کی تفصیل دی جائے۔ تعینات کردہ افراد کے نام مع مکمل کوائف کی تفصیل دی جائے۔ نیز کیا یہ اسامیاں قواعد و ضوابط کے مطابق مشتہر ہوئی تھیں۔ اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مشتہر کردہ اخبارات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر بلدیات:

ماہ اپریل 2008ء تا حال مکملہ بلدیات میں کسی بھی خالی اسامی پر تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مفسٹر بلدیات۔ چونکہ وزیر موصوف نہیں ہیں لہذا مذکورہ سوال کو آئندہ اجلاس کیلئے موخر کیا جاتا ہے۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ اپنا اگلا سوال نمبر دریافت کریں۔

مورخہ 20 نومبر 2008ء کا موخر شدہ 68☆ میر ظہور حسین خان کھوسہ:

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے۔ کہ صوبہ کے دیگر اضلاع کی طرح ضلع جعفر آباد کی ضلعی حکومت کو ضلعی ہسپتال ڈیرہ اللہ یار بیشول ضلع کے تمام ہسپتاں کیلئے فنڈ زمہیا کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو فنڈ زکی تفصیل دی جائے اور یہ فنڈ زضلعی حکومت کی جانب سے متعلقہ ہسپتاں کو نہ ملنے کی وجہات کیا ہیں؟ کیا حکومت اس سلسلے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز اگر جواب نفی میں ہے تو فنڈ زمہیانہ کرنیکی وجوہات بھی بتلائی جائیں؟

وزیر بلدیات:

اس سوال کا تعلق مکملہ لوکل گورنمنٹ سے نہیں ہے تاہم مکملہ نے اس بارے میں ضلعی رابطہ آفیسر جعفر آباد سے معلومات حاصل کی ہیں جسکی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جس کے مطابق مالی سال 09-2008ء میں 110.045 ملین مالیت کے فنڈ زڈسٹر کٹ ہیڈ کوارٹر

ہسپتال اور ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر جعفر آباد کو ضلعی عوام کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

کل فراہم کردہ فنڈ ز میں سے 10,000 میں درج ذیل ذیلی دفاتر کو ادویات کی خریداری کیلئے فراہم کئے گئے ہیں۔

- | | | |
|----|----------------------------|-----------|
| 1- | ای ڈی او ہیلتھ۔ | 5,000 میں |
| 2- | صلحی ہیڈ کوارٹر ہسپتال۔ | 2,500 میں |
| 3- | پی پی ایچ آئی (ڈی ایس یو)۔ | 2,500 میں |

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 68 کو بھی آئندہ اجلاس کیلئے موخر کیا جاتا ہے۔ میر طارق مسوری گلی اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

☆ 70 میر طارق حسین مسوروی گلٹی:

کیا وزیر حج و اوقاف از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے سال 2005ء میں مکملہ حج و اوقاف کی طرف سے مولوی محمد شریف کو جامع مسجد بیکٹھ ضلع ڈیرہ گلٹی کا پیش امام تعینات کیا گیا۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلکار مذکورہ اپنی جائے تعیناتی سے غیر حاضر ہے اور وہ سوئی میں بیٹھ کر تختواہ بھی حاصل کر رہا ہے تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فروری 2008ء میں ڈی سی او ڈیرہ گلٹی کے حکم پر مولوی محمد شریف پیش امام کا تبادلہ سوئی سے بیکٹھ کر دیا گیا مکملہ حج و اوقاف نے ڈی سی او کے حکم کو یہ کہہ کر غلط قرار دیا کہ انہیں اہلکار مذکورہ کے تبادلے کا اختیار حاصل نہیں ہے جبکہ سال 2007ء میں اہلکار مذکورہ کا تبادلہ ڈی سی او کے حکم پر واپس بیکٹھ سے ڈیرہ گلٹی کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی کیا وجہات ہیں تفصیل دی جائے؟

وزیر حج و اوقاف:

(الف) یہ درست ہے کہ سال 2005ء میں مکملہ حج و اوقاف کی طرف سے مولوی محمد شریف کو جامع مسجد بیکٹھ ضلع ڈیرہ گلٹی کا پیش امام تعینات کیا گیا تھا اور مذکورہ اہلکار کی جائے تعیناتی سے غیر حاضری کے متعلق مکملہ ہذا کو ڈی سی او اور دیگر کسی جانب سے کوئی روپورٹ رشکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈی سی او ڈیرہ گلٹی نے مورخہ 5 اپریل 2007ء کو مکملہ ہذا کی اجازت کے بغیر مذکورہ اہلکار کا تبادلہ بیکٹھ سے سوئی کیا اور مکملہ کو مطلع نہیں کیا بعد ازاں (Rev) EDO ڈیرہ گلٹی نے مذکورہ اہلکار کا تبادلہ واپس اس کی اصل تعیناتی یعنی بیکٹھ کر دیا چونکہ (Rev) EDO ڈیرہ گلٹی کو تبادلے کا اختیار نہیں تھا لہذا مکملہ ہذا نے

غلط فہمی کی بنا پر اس آرڈر کو منسوخ کر دیا جو کہ مکملہ سے نادانستہ طور پر غلطی سرزد ہو گئی جس کے لئے مکملہ معذرت خواہ ہے۔

(ج) مکملہ ہذا کی ہدایت پر ڈی سی او ڈیرہ بکٹی نے مذکورہ اہلکار کو سوئی سے بکڑتھیناتی کے احکامات جاری کر دیے ہیں (جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محکم موجود نہیں ہے لہذا سوال کو منٹایا جاتا ہے۔ وفقہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

جناب محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): جناب عبدالخالق بشرودست صاحب، وزیر بلدیات کوئٹہ سے باہر ہیں آج کے اجلاس کیلئے انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

سردار شاء اللہ زہری صاحب، وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی نے کراچی جانے کی وجہ سے آج کے اجلاس کیلئے انہوں نے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (رخصتیں منظور ہوئیں)

محترمہ روہینہ عرفان (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب سپیکر! اگر محکم سوال کنندہ موجود نہیں جو سوالات وہ وزراء سے پوچھتے ہیں اگر ان کی عدم موجودگی میں کوئی دوسرا معزز رکن سوال دریافت کرے کیونکہ ان کو موخر کرتے کرتے پورا سال گزر جاتا ہے۔ معزز رکن طارق مسوري بکٹی صاحب موجود نہیں ہیں۔

This question should be asked to another member.

جناب ڈپٹی سپیکر: منظر بلدیات نے لکھ کر دیا ہے کہ زمرک خان میرے سوالات کا جواب دینے۔ تو اس وقت زمرک خان بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے ان کے سوالات ڈیفر ہوئے۔

سردار محمد اسلم بن بجو (وزیر آپاٹشی و برقيات): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اسلام صاحب!

وزیر آپاٹشی و برقيات: جناب سپیکر! جب کوئی وزیر اسمبلی میں نہیں آتا ہے تو یہی بولا جاتا ہے کہ جی وزیر نہیں ہے۔ لیکن جو ممبر سوال کرتے ہیں اور اس کیلئے کافی محنت کرنی پڑتی ہے مکملہ کا عملہ اس کیلئے مواد اکھٹا کرتے ہیں۔ اور وہ ممبر جس کے سوالات ہوتے ہیں وہ نہیں آتے اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے کم از کم وہ ممبر جو سوالات پوچھتے ہیں ان کو پابند کریں کہ جس دن ان کے سوالات ہوتے ہیں اس دن اسمبلی

تشریف لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سلسلے میں بار بار رولنگ دی ہے ان کو پابند کرنے کے لئے۔

وزیر آپاشی و بر قیات: ہر وقت یہی ہوتا ہے ہم تیاری کر کے آتے ہیں ممبر صاحب نہیں ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے بار بار رولنگ بھی دی ہے کہ جس منظر کے سوالات ہیں اس کو اسمبلی میں حاضر ہونا چاہیے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر جی ڈی اے، بی سی ڈی اے): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بلیدی صاحب!

وزیر جی ڈی اے، بی سی ڈی اے: جناب سپیکر! تفتان میں پی ٹی سی ایل نے موبائل کمپنیاں بند کی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے وہاں صارفین کو کافی مشکلات کا سامنا ہے اور کہایہ جاتا ہے کہ وہ بار ڈر ایریا ہے وہاں over lamping ہو رہی ہے۔ لیکن چون بھی بار ڈر ایریا ہے وہاں اس طرح کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ الہمندانہ تفتان میں پی ٹی سی ایل کو پابند کریں کہ وہ تفتان کی موبائل کمپنیاں دوبارہ بحال کرتے تاکہ وہاں لوگوں کو جو مشکلات درپیش ہیں ان کا خاتمه ہو شکریہ!

میر امام اللہ نو تیزی (وزیر انسپورٹ): جناب سپیکر! میں ظہور بلیدی کی بات کی حمایت کرتا ہوں پوچنکہ یہ میرا حلقة بھی ہے اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ ظہور صاحب نے اس بات کو take up کیا تو اس سے وہاں لوگوں کو مشکلات درپیش ہیں۔ موبائل شروع میں تین چار مہینے بالکل صحیح کام کر رہے تھے اس کے بعد اچانک اس کو بند کر دیا گیا اور لوگوں کو اس سہولت سے محروم کر دیا گیا۔ جس کی ہم پر زور مذمت کرتے ہیں اور فوری اس کی بحالی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ نوٹ ہوا یہ بات آپ کا بینہ میں اٹھا کیں۔ جی زمرک صاحب!

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): ظہور حسین صاحب اگر محکمہ بلدیات کے بارے میں سوالات پوچھنا چاہتے ہیں میں جواب دینے کیلئے حاضر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ سوالات میں نے مؤخر کر دیئے اس پر میں نے رولنگ دے دی۔

سرکاری قراردادیں

جناب ڈپٹی سپیکر: انجینئر زمرک خان اور سلطان محمد ترین صوبائی وزراء میں سے کوئی بھی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 17 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 17

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): یہ کہ ہر نائی وولن مل جو کہ ایک منافع بخش صنعتی ادارہ تھا اور جس سے ہزاروں لوگوں کے روزگار بھی وابستہ تھے۔ نامعلوم وجوہات کی بناء پر اس کو بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے روزگار اور دوسرا جانب ملک اعلیٰ مصنوعات سے محروم ہو گیا ہے۔ جبکہ اس کی بحالی کیلئے لوگ وقتاً فوتاً احتجاج بھی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ جبکہ اب یہ خبریں بھی آ رہی ہیں کہ اس مل کی مشینی کو منتقل یا فروخت کی جارہی ہے جو قطعاً عوام کے مفاد میں نہیں ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے۔ کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ہر نائی وولن مل کو دوبارہ چلا یا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد نمبر 17 پیش ہوئی۔ محکمین میں سے کوئی بھی ایک اس کی admissibility پر بولنا چاہیں گے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! میں اتنا کہوں کہ یہ وولن مل جو قیام پاکستان سے پہلے اس پر کام شروع ہوا تھا اور 1954ء میں فنکشنل ہوئی اور اس پر کام شروع ہوا یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد ادارہ تھی۔ بلوچستان میں کہہ دیں بلکہ پاکستان میں جو مصنوعات کمبل وغیرہ تیار کرتی تھی بہت اعلیٰ قسم کے ہوتے تھے اور ہر نائی ضلع وہ پہاڑوں کے درمیان میں واقع ہے اور مختلف علاقوں کے لوگ وہاں پر کام کرتے تھے۔ اور اس مل کے گودام تین مقامات رکنی، سنجاوی اور موئی خیل میں موجود تھے۔ پھر 1980ء میں اس کو بند کر دیا گیا جس میں تقریباً اٹھارہ سو مزدور کام کرتے تھے اور ان کے روزگار اس سے وابستہ تھے۔ اور وہاں مل کا سکول اور اسپتال بھی تھا۔ اور یہ بہانہ بنایا گیا کہ جی یہ نقصان میں جارہی ہے۔ اور اس کو مستقل بنیادوں پر بند کر کے کورٹ سے عدالت سے کوئی حکم نامہ حاصل کر کے اس کو نیلام کرنے کی بولی دی۔ پھر باہر سے کوئی آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں اس مل کو خرید کر چلاوں گا یہاں سے منتقل نہیں کروں گا۔ اور وہاں کے عوام نے بھی یہ وعدہ کیا کہ مل کو دوبارہ چلانے کی صورت میں دو مینے بغیر تنخواہ اس میں کام کریں گے کیونکہ وہ مشینی ابھی تک اُسی حالت میں پڑی ہوئی ہے کچھ اگر معمولی سی خرابی ہو۔ یہ لاکھوں کروڑوں روپے کی مشینی ہے ان کو ایک کروڑ 80 لاکھ روپے میں نیلام کیا گیا ہے جو بہت کم رقم ہے۔ جس کے خلاف وہاں مختلف پارٹیوں کی جانب سے مظاہرے اور جلوں نکالے گئے جن میں اے این پی، جمیعت العلماء اسلام، پشوتوخواہ، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ سب نے ملکراحت جاگ کیا کہ یہ عوام کی چیز ہے اور یہاں کے عوام اس کو منتقل کرنے نہیں دیں گے۔ اور انکے خلاف FIR بھی درج ہوئی۔ یہاں وزیر اعلیٰ تک کیس آیا پھر ہم نے ان سے مذاکرات کیے کہ اس کو کینسل کیا جائے کیونکہ یہ پاکستان

انڈسٹریزڈ اپمنٹ (PIDC) کی ملکیت ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو دوبارہ وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے اس قرارداد کے توسط سے اور ان سے request کرتا ہوں کہ اس کی نیلامی کو بنسپل کر کے صوبائی حکومت کے حوالے کیا جائے اور وہاں پر ایسے لوگ موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم پر نیلام کیا جائے ہم اس کو دوبارہ چلانے کی کوشش کریں گے کامیاب کریں گے یہاں سے منتقل نہیں ہونے دیں گے۔

مولوی عبدالصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جنگلی حیات): جناب اسپیکر صاحب! ولن مل کے سلسلے میں انجینئر زمرک خان اور سلطان محمد ترین نے جو قرارداد اپیش کی ہے اس کی میں مکمل حمایت کرتا ہوں اور ہر نائی کا جو علاقہ ہے یہ ہمارا پرانا حلقة بھی رہا ہے تقریباً سو سال سے ہم زیارت سے یہاں مانیگریٹ ہوئے ہیں اس مل کا بہت اچھا کپڑا تھا جو باہر ممالک میں بھی جاتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مل کو دوبارہ چلایا جائے اور اس تحریک کی میں مکمل اور بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

ڈاکٹر فوزیہ نذری مری (مبرپا کستان نر سنگ کوسل): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! منسٹر صاحب نے جو قرارداد اپیش کی ہے ہم اس کی بھرپور طریقے سے حمایت کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا ایشو ہے بلوچستان کا جس کا ڈائرکٹ تعلق بلوچستان کے عوام سے ہے ہر نائی کا جس کا بند ہونے کی وجہ سے لوگ بیروزگار ہو گئے ہیں اور وہ لنک ایریا جس کا دار و مدار صرف مالداری پر تھا ان کے اون کی ایک اچھی منڈی ہر نائی کا جس کا بند ہونے کی وجہ سے ہمارے provide ہوتا تھا ایک طرح سے یہ خوشحالی کا ذریعہ تھی لیکن اس کے بند ہونے سے ہمارے صوبے کو اور ہمارے عوام کو بہت نقصان اٹھانا پڑا جناب اسپیکر صاحب! ہم بات کرتے ہیں میگا پراجیکٹس کی جو میگا پراجیکٹس پچھلے ادوار میں رہے تھے ان کی تو ہم نے بڑی دھوم مچائی ہم سب ان کے حق میں بولتے رہے اس ایوان میں آواز اٹھائی گئی بہت پزریائی دی گئی لیکن وہ میگا پراجیکٹ جو ماضی میں بلوچستان کا حصہ رہے ہیں میگا پراجیکٹ تو ہم اسی کو کہیں گے جس سے صوبے کے عوام کو ڈائریکٹ فائدہ ملے میں یہاں پرانی کی اس قرارداد میں تھوڑی سی ترمیم لانا چاہو گی اور میں بات کرتی ہوں اور بولان ٹیکسٹائل مل کوئی کی جو پاک ایران کے تعاون سے وجود میں آئیں جو 1971ء میں شروع ہوئیں اور 1980ء کی دہائی میں ان کو بند کر دیا گیا جناب اسپیکر! جو اوقات اور کوئی ٹیکسٹائل ملزٹھیں ہر ایک مل میں پچاس پچاس ہزار سینٹائل لگے ہوئے تھے اور ان کے جو ملاز میں تھے وہ ایک مل میں 9 ہزار مزدوروں پر مشتمل تھے کیونکہ ہر ایک شفت میں (آٹھ گھنٹے کی ایک شفت ہوتی ہے) اس میں بیک وقت تین ہزار مزدور کام کیا کرتے تھے یعنی چوبیں گھنٹے ایک مل میں ہم نو ہزار لوگوں کو روزگار دیجئے تھے جب دونوں ملز بند ہو گئیں تو اٹھاڑہ ہزار خاندان بیروزگار ہو گئے اور آج کے دور میں اگر ہم حساب لگائیں تو شاید

بلوچستان کو ان ملوں سے سالانہ دوارب روپے کی آمدی ہو دیکھیں جب یہ ملزومات وجود میں آئیں تو حکومت بلوچستان نے وہاں تک روڈ پہنچایا ان کو بجلی دی ان کو پانی دیا ان کو سب کچھ دیا اس کے باوجود دیکھا جو ہاتھیں جو یہ ملزومات ہو گئیں اگر ہم ماضی میں جائیں اور ہم اس کا تجربہ کریں جو باقی میں on record ملتی ہیں تو اس کے حساب سے مل بند ہونے کی وجہ کر پٹ ایڈمنیسٹریشن کو قرار دیا گیا ہے تو ایڈمنیسٹریشن اگر کر پٹ ہے تو اس کو بدلنے میں شاید کچھ مہینے یا ایک آدھ سال لگ سکتا ہے لیکن ملوں کو بننے میں سالہا سال لگتے ہیں دیکھیں آج ہمیں جس extremism کا سامنا ہے اپنے صوبے میں کیا ہم اس یہ روزگاری کو اس کے ساتھ نہیں کریں گے، ہم کریں گے کیونکہ اگر آپ دیکھیں 1980ء کی دہائی میں آج سے 29 سال پہلے ہمارے اتنے لوگ یہ روزگار ہو گئے اگر یہ لوگ برسر روزگار ہوتے تو آج ہمیں ان حالات کا سامنا شاید نہیں کرنا پڑتا کیونکہ عوام برسر روزگار ہونے کے تو صوبہ خوشحال ہو گا لہذا میں آپ کے توسط سے اپنے تمام معزز ممبران صاحبان سے بھی request کرتی ہوں کہ وہ میری اس ترمیم کو اس قرارداد میں لا کر منظور کیا جائے۔ شکریہ!

میر شاہ نواز مری (وزیر کھیل و ثقافت): جناب سپیکر صاحب! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور جو پوزیشن میڈم نے بتائی وہ بالکل صحیح ہے ایک زمانے میں جی یہاں بلوچستان میں ہر نائی وولن مل بلوچستان ٹیکسٹائل مل سریاب پاک ایران ٹیکسٹائل مل کوئی وقت اوقط ٹیکسٹائل مل اور ان میں ہزاروں مزدور کام کرتے تھے یہ ٹیکسٹائل مل ایک ایسی انڈسٹری ہے جس کو ہم اپنی انڈسٹریز زبان میں labour intensive industries کہتے ہیں اور ہر سپینڈل میں ایک آدمی کام کرتا تھا یہ سازش ہے یا جو کچھ بھی ہے کس طریقے سے یہ چاروں ملزومات کر دی گئیں اس وقت اوقط ٹیکسٹائل مل ہے اسکی مشینری کہاں گئی کس نے پیچی کیا یہ پی آئی ڈی سی والوں کے پاس تھی اور وہاں ایک یونیورسٹی بنا دی گئی اور ایک پاک ایران ٹیکسٹائل مل جو کہ ادھر تھی اس کی بھی سر! مشینری کا پیشہ نہیں یہاں بھی ایک آئی ٹی یونیورسٹی بنا دی گئی اس مشینری کا بھی اتنا پتا نہیں کون لے گیا کس کو دیا گیا، کھاتے میں تو ہمارے بلوچستان کے پڑی کیونکہ انہوں نے کہا کہ ہم بلوچستان کو ترقی دینا چاہتے ہیں بلوچستان ٹیکسٹائل مل سریاب وہ بھی بند کر دی گئی زمین نیچ دی گئی اب ہر نائی مل میں جتنی بھی وہاں مشینری ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ بھی اس وقت کام کر سکے گی تو اس میں ایک باقاعدہ رپورٹ پی آئی ڈی سی سے لے لی جائے اور اس میں دوبارہ نئی مشینری جب تک نہیں آئیگی تو میں باقاعدہ حمایت بھی کرتا ہوں اور یہ سفارشات ترمیم کے ساتھ کہ وہاں ایک نئی مل لگائی جائے اور میں نے خود ہر نائی مل کا visit بھی کیا تھا اور اس کا کپڑا اور اس کے کمبل وغیرہ جو بنے تھے وہ پورے پاکستان میں اور انڈیا تک جاتے تھے اور میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ہمیں چاہیے کہ جتنے بھی

فیڈرل گورنمنٹ کے پراجیکٹس ہیں، دو تین پراجیکٹس ہیں پی آئی ڈی سی ڈیگاری میں ہے ایک سورنخ میں ہے ایک شاہرگ میں ہے آہستہ آہستہ فیڈرل گورنمنٹ ان سے کنارہ کشی کر کے ان لیزوں کو لوگوں کے حوالے کر کے بھاگ رہی ہے تو یہ بلوچستان کے لئے ہیں اچھی بات نہیں ہے کہ ہماری لیبر بیز گار ہو۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب سپیکر صاحب! میں زمرک خان اور سلطان ترین صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں تفصیل مری صاحب نے بتائی۔ تفصیل اسی طرح ہے کہ اوّل کی جول تھی اس میں یونیورسٹی کھل چکی ہے یہاں آئی یونیورسٹی بلیل ٹیکسٹائل میں کام کر رہی ہے سریا بل کے اوپر سرکاری ملازمین کے لئے ہاؤسنگ اسکیم بن چکی ہے اور ہرنائی کی جو مشینری ہے یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ اوّل تو ادھر مشینری کوئی رہ نہیں گئی ہے یا جتنی بھی ہے وہ خراب ہو چکی ہے آج کل کے وقت میں پانچ سال پرانی مشینری خراب ہو جاتی ہے یہ تو بچاس سال پرانی ہے اس کا واحد حل یہ ہے کہ گورنمنٹ لوگوں کو روزگار دینے کے لئے وہاں ایک فیکٹری چالو کر دے کیونکہ پرائیویٹ والے چالو نہیں کر سکتے ان کے لئے پرانی مشینری بے کار ہو گئی ہے وہ ہرنائی میں لگاتے کہتے ہیں کہ کسی اچھی جگہ میں لگا دیتے گورنمنٹ نے لوگوں کو سپورٹ دینے کے لئے یہ چیزیں لگائی ہوئی تھیں otherwise یہ نہیں تھا کہ آپ اوّل میں فیکٹری لگائیں کراچی دس ہزار گناہ سائٹ تھا صاحب اس سے ہزار گناہ اچھی سائٹ تھا کراچی کے قریب تھا لیبر بھی تھی سب کچھ تھا لیکن لوگوں کو سپورٹ دینے کیلئے گورنمنٹ کے یہ پروگرام تھے جو بدقتی سے ہماری نا اہلی اور گورنمنٹ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے یہ پراجیکٹ بند ہو گئے اب اس کا علاج یہ ہے کہ فوری طور پر جو ہرنائی میں ہے ابھی گورنمنٹ نئی ماڈرن مشینری کے ساتھ (بلڈنگ تو ہے) لگا کر کے اس کو چلانے اس ترمیم کی حقیقت میں ضرورت بھی ہے ایسے اگر ہم کہیں کہ چلاتے رہے تو

Definitely it will not work

محترمہ نسرین حمل کھیران: جناب سپیکر صاحب! جیسے ہمارے بھائیوں نے کہا یہ سب اس قرارداد کی حمایت کر رہے ہیں یہ قرارداد پہلی دفعہ نہیں آئی پچھلے دور میں آپ بھی تھے اور آپ کو شاید یاد ہو کہ رحیم زیارت وال صاحب نے اس ایوان میں ایک قرارداد اسی میں کے حوالے سے لائی تھی اور وہ منظور ہوئی اس پر عملدرآمد نہ ہوسکا تو میرا خیال ہے کہ ابھی ہم امید کرتے ہیں کہ اس قرارداد کی ہم سب حمایت بھی کرتے ہیں اور اس پر کوئی شبتو پہلو لا کر اس کو کامیاب کرنا چاہیے اور گراڈ پر کام نظر آنا چاہیے۔ شکریہ!

وزیر قانون و پالیمانی امور: جناب سپیکر صاحب! یہ بہت اہم قرارداد ہے ہم بالکل اس کی تائید کرتے ہیں مگر اس کی گہرائی میں جانا بہت ضروری ہے بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کے مفاد کیلئے ملزیا کوئی انڈسٹری

بیہاں سے شفت ہونا یہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو گی مگر جو حقیقت ہے اس کو بھی دیکھنا ضروری ہے کیا قراردادوں سے یہل رک سکے گی اس کی liquidation already ہو چکی ہے سندھ گورنمنٹ نے اس کو liquidate کر دیا ہے بیہاں کے جو لوگ ہیں کورٹ کی طرف سے آرڈر ہو چکے ہیں اس کی اب حقیقت کو سامنے لا کر ہم بلوچستان اسمبلی کے آزیبیل ممبرز بیہاں پر ایک request گورنمنٹ کو کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہل خریدی ہے انہیں ہم لائیں یہاں پرانے ہم یہ request کریں کہ اس مل کو اور اس مل کے اندر جتنا سامان ہے اس کو بلوچستان سے باہر نہ لے جائیں کیونکہ یہ Already this mill has been liquidated by the sindh government. The orders have been approved by the court . تو میں نسرین کھیڑان کی بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ یہ قرارداد پہلے سے پاس ہو چکی ہے۔ But can these resolution stop the liquidation . They can not stop the liquidation unless and until this honourable Assembly stops and implement and pass a law on the people who have bought the mill . جو ہیں اس مل کے، ان کو سامنے لایا جائے اور حقیقت دیکھی جائے کہ وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے یہل خریدی ہے ان سے ہم request کریں کہ یہل بلوچستان سے باہر نہیں جائے تب یہل بیہاں سے باہر نہیں جاسکتی ہے اس کی liquidation otherwise ہو چکی ہے already Thank you جناب سپیکر صاحب!

وزیریال: جناب! صرف میں اتنا کہہ دوں کہ اگر قرارداد ہم پیش کرتے ہیں اور ہم نماہندے اپنے اپنے حلقة سے پورے بلوچستان کو ہم present کرتے ہیں یہ اسمبلی اور پھر بھی اگر ہماری اس قرارداد پر عمل درآمد نہیں ہوتا ہے تو بہت انسوں کی بات ہے اور وہ لوگ جنہوں نے یہل خریدی تھی انہوں نے تین دفعہ کوشش کی اس کو شفت کرنے کی اور تین صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ ان کا حلقة ہے ان کو پتہ ہے کہ جو جھگڑا ہوا ہے ان کو روکنے کے لئے انہوں نے اپنے کچھ غنڈے payment پر لے گئے جس طرح اجرتی قاتل ہوتے ہیں وہ یہی کام کرتے ہیں بیہاں سے دو تین گاڑیاں اگئی ہیں کلاشکوفوں کے ساتھ پھر وہاں پر جھگڑا ہوا اس مل کو شفت کرنے کے لئے وہاں کے عوام نے ان کو روکا تو ہم لوگوں میں اتنی طاقت نہیں کہ ہم ایک مل روکسکیں چاہیے وہ سندھ گورنمنٹ نے auction کی ہوئی ہے یا کسی اور گورنمنٹ یا کورٹ کے تھر و لیکن غلط فیصلہ ہے آپ دیکھ رہے ہیں سب اس پر بات کر رہے ہیں اگر صحیح ہے تو اس کو روکنا چاہیے اگر غلط ہے تو اس کو جانا چاہیے ہم میں اتنی

طااقت تو ہونی چاہیے کہ ہم قرارداد پیش کرتے ہیں اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے ہماری اسمبلی ہے ہم پورے elected members یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو یہاں کے غریب لوگوں کا روزگار اس سے وابستہ ہے اور وہ تمام ضلع بلکہ بلوچستان پر اثر انداز ہو رہا ہے اگر آج ایک مل گئی دوسرا مل گئی تو پھر کل کو ہمارے صوبے کو auction کر کے ہم بیٹھے رہیں گے یہاں اسمبلی میں بتیں کرتے رہیں گے تو میری request سب ممبروں سے بھی ہے کہ ان کو روکا جائے اور ہم اپنی طاقت دکھادیں اور ایک مہینے کے اندر اندران سے وہ کورٹ کی حد تک غلط آرڈر ہیں وہ کسی کے through auction کے گئے ہوئے ہیں اس کو کنسسل کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی صادق عمرانی صاحب!

میر محمد صادق عمرانی (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی کامل حمایت کرتا ہوں جیسے جعفر صاحب اور زمرک خان صاحب نے تجاویز دیں بلوچستان کے اندر ایک تو پہلے سے انڈسٹری نہیں ہے جہاں لوگوں کو روزگار مل سکے اور جہاں اگر چھوٹی موٹی مل بنی ہوئی ہے تو میں اس قرارداد کی حمایت کے ساتھ اس فلور پر یہ پورے اراکین اسمبلی اس مل کو ہر نئی سے باہر لے جانے کی اجازت کسی کو بھی نہیں دینے گا اگر گورنمنٹ اس میں interest نہیں ہے کہ چنانیں سکتے تو وہاں ضلع ہر نئی کے کسی لوگل آدمی کو وہی مل اسی قیمت پر دی جائے اس condition پر کہ وہ اس مل کو وہاں چلائے گا باہر سے آ کر یہاں سے جیسے خام مال کے طور جمع نکلے کے باوپ راٹھا کر لے جائے اس کی اجازت کسی کو نہیں دیں گے لہذا یہ ایوان اس قرارداد پر ہم سب متفق ہیں اور کسی کو اس مل کو باہر لے جانے کی اجازت نہیں دینے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی گجر صاحب!

جناب محمد اسماعیل گجر (وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات): جناب سپیکر! جس طرح انجینئر زمرک خان نے یہ قرارداد پیش کی ہے ہمارے بلوچستان کے جیسے حالات ہیں لوگ بے روزگار ہیں اور پھر ہم اسمبلی کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں میں بھر پورا ان کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ جو قرارداد یہاں سے پیش کی جائے اس کے اوپر implement کے مفاد میں ہوگی ہم اس کا بھر پور طریقے سے حمایت کریں گے اور تمام ایوان بھی اس کی حمایت کرتا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ بڑی اکثریت کے ساتھ اس کو منتظر کیا جائے اور اس کی implement کے لئے ہم سارے دوست coalition پارٹیاں جو بیٹھی ہوئی ہیں ہم سارے انجینئر زمرک خان صاحب کے ساتھ ہیں انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ!

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (وزیر ترقی نسوان): میں بھی اس قرارداد کی مکمل طور پر حمایت کرتی ہوں ہمارا صوبہ اور تو ہمارے پاس نہ کوئی فیکٹری ہے نہل ہے جو موجود تھی اس چیز کی ہم بھر پر حمایت کرتے ہیں کیونکہ ان کو یہیں پر رہنا چاہیے اور زمرک خان کی اس قرارداد کو جس طرح سے پیش کی گئی ہے ہم اس فلور پر اس چیز کی حمایت کرتے ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ یہی کہیں کہ تمام ممبرز اس کی حمایت میں اپنے ہاتھ اوپر کریں اور اس قرارداد کو آپ منظور کروادیں، شکر ڈپیکٹر صاحب!

جناب ڈپیکٹر: علی مدوجک صاحب!

حاجی علی مدوجک (وزیر خوارک): جناب! زمرک خان اور سلطان محمد ترین نے جو قرارداد پیش کی ہے ہم اس کی بھر پر حمایت کرتے ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ ایسے لوگوں نے اس کو خریدا ہے دو تین دفعہ لوگ گئے تھے وہاں اس مل کو شفت کرنے کے لئے اس کو بینچنے کے لئے تو وہاں کے قبائلی لوگوں نے ان کو نہیں چھوڑا اگر ہم تمام لوگ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز مبران نے اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہاں قبائلی لوگ ہیں بہت بڑا جھگڑا ہو گا براۓ مہربانی ہم جتنے ساتھی ہیں ہم بیٹھ کے جس طرح کہ ہماری بہن نے کہا کہ کئی قراردادیں یہاں منظور ہوئیں ان پر کوئی عمل نہیں ہوا وہ قرارداد جس پر عمل ہو ہمارا مقصد ہماری موجودہ گورنمنٹ کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگوں کو روزگار دیں تو میں اس قرارداد کی بھر پر حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپیکٹر: جی مولا ن عبدالواسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب ڈپیکٹر! جس قرارداد پر عام بحث ہو رہی ہے میرے خیال اس سے پہلے بھی اس مل کے بارے میں جب 90ء سے یا 93ء سے میں اس اسمبلی کا ممبر بنا ہوں تو اسے کے اندر قراردادیں پاس ہوتی رہیں تو آج یہ قرارداد بھی پاس ہو جائیگی کوئی اس طرح کی بات نہیں ہے اس میں دورائے ہوئیں سکتی ہیں کہ کوئی اس کی حمایت نہ کرے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ہر وقت ہم قراردادیں پاس کر کے اور اس پر ابھی تک کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے جیسے کہ محترمہ نے ذکر کیا لیکن یہ ہماراالمیہ ہے ہم کہ ہم یہاں قرارداد پاس کر کے اور اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا ہے ہم نے بار بار اس پر افسوس کیا ہے اور فیڈ رل گورنمنٹ سے ہم نے رابطہ کیا ہوا ہے کہ ہماری قراردادوں کو خدا کے لئے اہمیت دی جائے اور ہم یہاں ان مسائل کے بارے میں قراردادیں پاس کریں گے جو بلوجستان کے عوام کے مفاد میں ہوں مفاد تو درگز راب ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ بن جائیگا جو پہلے سے ہمارے ہاں کوئی چیز موجود ہو ہم سے یہ مل لے کے جا رہی ہے اور کسی دوسرے علاقے میں منتقل کر رہی ہے پہلے تو ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمیں کوئی نئی مل دی جائے نئے کارخانے ہمیں دہیے جائیں کوئی نئے

موقع روزگار کے ہمارے لئے پیدا کئے جائیں جیسے زمرک خان صاحب اور سلطان ترین صاحب نے یا وہاں کے نمائندوں نے جو قرارداد پیش کی ہے تو اس سلسلے میں ہم حمایت تو ضرور کریں گے لیکن میری اس میں ایک تجویز ہے اگر ہم اس ولن مل کو بچانا چاہتے ہیں یا ہم چاہتے ہیں کہ یہ نجاتی جائے میں سمجھتا ہوں آج ہم یہاں بلوچستان حکومت اور ہم نواب صاحب سے بھی رابطہ کر لیتے ہیں کہ عوام کب تک ان کو محفوظ رکھیں گے بلکہ گورنمنٹ اس پر اپنے بندے اور اپنی سیکورٹی لگائے کہ کوئی بھی ماں کا لعل وہاں نہ جاسکے اور کوئی بھی ان مشینوں کو ہاتھ نہ لگائے دوسری بات یہ ہے کہ یہ اس قرارداد کا حصہ بنایا جائے اور ہمارے مشترکہ پارلیمانی گروپ کا جواہлас ہوتا ہے اور ہم فیڈرل کے لئے ایک قرارداد پاس کریں گے اور محترم آصف علی زرداری صاحب سے جو ہماری ملاقات ہوئی تھی اور اس پر ہم نے کام شروع کیا ہے اور کافی اس پر پیش رفت ہوئی ہے جلد از جلد ہمارے پارلیمانی گروپ کا اجلاس ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے آج یہ قرارداد پاس ہونے کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کا حصہ بنایا جائے پھر فیڈرل گورنمنٹ سے ہم اس پر discuss کریں گے تاکہ یہ مسئلہ سنجیدگی سے ہم لے لیں اور اس طرح نہ ہو کہ ہم قرارداد پاس کر کے پھر آرام سے بیٹھیں جیسے کہ ابھی تک ولن مل کے بارے میں 90ء سے میں اسمبلی میں آرہا ہوں تو قرارداد میں ہم پاس کر کے اور پھر رہی کی ٹوکری میں ڈالتے رہیں گے گزشتہ دنوں آپ کو یاد ہے ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے پریڈنٹ آف پاکستان سے بھی شکایت کی کہ ہماری قراردادوں کو کوئی اہمیت نہیں ملتی ہے ہماری قراردادوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتی ہے تو وہاں سے یہ طے ہو جائے کہ ہاں یا کہ مشترکہ ایک قرارداد ہم پاس کریں بلکہ بلوچستان کے مسائل کے لئے ایک سنگ میل کی بنیاد اور حیثیت رکھتی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ اس کا حصہ بنایا جائے اور اس قرارداد کی ہم تو ضرور حمایت کریں گے۔

جناب ڈپی سپیکر: سردار صاحب! اس پر بہت بات ہو چکی ہے ابھی ہم اس پر رائے لے رہے ہیں۔
سوال یہ ہے کہ آیا یہ قرارداد اکٹر فوز یہ مری صاحبہ کی مجوزہ ترمیم کے ساتھ منظور کی جائے؟
(قرارداد منظور کی گئی)۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپی سپیکر: قرارداد منظور ہوئی۔ انجینئر زمرک خان اور سلطان محمد ترین صوبائی وزراء میں سے کوئی ایک محکم اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 18 پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 18

جناب سلطان محمد ترین (وزیر جیل خانہ جات): جناب سپیکر صاحب! قرارداد یہ ہے کہ ضلع ہرنانی جس میں

قدرتی معدنیات سبزیاں اور کونکلہ و افر مقدار میں پائے جاتے ہیں اب تو وہاں زرغون اور کھوست میں گیس کے وسیع ذخائر بھی دریافت ہو چکے ہیں لیکن ذرا رکھ رسالہ کی خراب صورت حال کی وجہ سے وہاں کے عوام کو اپنے وسائل سے مستفید ہونے میں وقت پیش آ رہی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ہر نئی کے عوام کو اپنے وسائل سے مستفید ہونے کے لئے ہر نئی سبی ریلوے لائن کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 18 پیش ہوئی۔ محکمین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility پر بولنا چاہیں گے۔

انجینئر زمرک خان (وزیر مال): جناب اسٹاکر صاحب! میں اس پر کچھ کہونگا ضلع ہر نئی 2006ء سے پہلے سبی کی تحصیل تھا اور پھر جون 2006ء میں اس کو ضلع کا درج دیا گیا اور اگست 2006ء میں functional ہوا ضلع کی حیثیت سے اس نے کام شروع کیا اور یہ جو ریلوے ٹریک انگریزوں نے ڈال دیا اپنے سڑبیجک اور اپنے مفادات کے لئے جو اس وقت کے حالات کے مطابق 1885ء میں یہ ریلوے لائن بھائی اور اس کو بوستان، زرداً لو سکشن کے تھر و چلا یا گیا پھر دوسری جنگ عظیم کے دوران 1942ء میں زرداً لو سکشن ٹو بوستان تھا اس کو بند کر کے نئی لائن بولان کے تھروں سی سے اس کو a functional کیا گیا ابھی بھی اگر سبی ہر نئی ضلع کے جتنے بھی ڈویژنsl ہیں وہ سبی میں کام کر رہے ہیں اور وہاں ہر نئی میں پانی کے ذخائر بہت موجود ہیں وہاں پر سبزیاں، گندم، چاول، گنا اور بہت سے اجنبی اس پائے جاتے ہیں اور ان کا واحد ذریعہ وہ ریلوے کے ذریعے تھا اور وہاں سے ڈیڑھ دولا کھن کوئلہ سالانہ نکلتا ہے اور یہاں ہر نئی سے سبی تھروں لا ہور چلا جاتا اور 450 روپے ٹن ان کو پڑتا تھا یہاں جب یہ ریلوے لائن بند ہو گئی تو میرے خیال سے زرداً لو سے لا ہور تک ابھی باقی روڈ جو کونکلہ جاتا ہے اس پر بائیس سوروپے خرچ آتا ہے تو وہاں کے جتنے بھی لوگ تھے جہاں سے سفر کرتے تھے میں روپے ان کا کرایہ بناتا تھا سی سے اور کوئی تک آنے میں، اور لوگوں کا کاروبار جو تھا اور گورنمنٹ کو بھی پندرہ کروڑ روپے وہاں سے سالانہ ٹکیں کے ذریعے اور جتنی بھی آمدنی یہاں کوئلہ پر ہوتی تھی ان کو ملتا تھا اور ابھی پچاس کروڑ خسارے میں گورنمنٹ بھی جا رہی ہے اور یہاں تو ابھی زرغون اور کھوست میں گیس کے ذخائر بھی دریافت ہوئے ہیں اور ہر نئی بہت اہمیت کا ضلع بن گیا اور ریلوے ٹریک بند ہونے کی وجہ سے جتنے نقصانات یہاں کے عوام کو ہونے لگے ہیں وہ آپ کو میں نے بتائے کہ یہاں پر جو بھی مزدور لوگ ہیں یہ روڈ بھی بن رہا ہے اسی وجہ سے جس طرح ہمارا قلعہ عبداللہ اور یہ جو امثال اور ادھر تک جو حسین بن حسین نے لیا تھا وہ بھی حسین نے لیا ہوا ہے روڈ تو بالکل بتاہ ہے کچھ

وہاں پر آنے جانے کا کوئی بندوبست نہیں ہے پھر 2005ء اور 2006ء میں وہاں پر کچھ دس کلو میٹر distance ہے اس کو تباہ کر دیا گیا آٹھ پل ہیں وہ نمبر بھی میرے پاس ہیں 45، 28، 45 وہ تباہ کر دیئے گئے اور 2005ء سے 2006ء کے درمیان جب یہ پل تباہ ہو گئے تو یہ ریلوے ٹریک مکمل طور پر بند ہو گیا ابھی تین سال ہو گئے ہمیں تو افسوس اس بات کا ہے کہ ہمیں انگریزوں نے توبنا کے دیئے لیکن پھر ان کے خلاف ہم ٹریک سبھی آزادی بھی حاصل کی انہوں نے تو ہمارے لئے بنائے جس طرح ژوب، بوسٹان آپ یہ ریلوے ٹریک جو اٹھا کے لے جا رہے ہیں یہ انہوں نے کتنی گرفت سے بنائی ہم نے ابھی ہم کے نیلام کر کے بیچ دیا اور وہاں پر ان کے جو بھی کام ہوئے ہیں ابھی اگر ہم نے ان کے ٹریک اٹھا لیے تو ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ وہ جو نئے جدید طریقے سے جو بڑے، کیونکہ پہلے چھوٹی ٹرین چلتی تھی تو اس کو ژوب تک بنایا، جعفر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ بوسٹان ژوب تک جو ٹریک ہے اس کو بھی دوبارہ بحال کیا جائے گورنمنٹ اس کو بنالے کب بنائیگی؟ انگریزوں نے سو سال پہلے 1885ء میں یہ ریلوے ٹریک بنایا تھا اور ابھی سو سال سے بھی اوپر ڈیڑھ سو سال ہو گئے اور ہم نے واپس اس کو بیچنا شروع کر دیا ہر نائی کی تو باکل recently یہی بات ہے کہ 2003ء میں بند ہوئی گورنمنٹ اگر دس کلو میٹر ایسا کو بھی کنٹرول نہیں کر سکتی لاءِ اینڈ آرڈر کی situation کی وجہ سے، تو میں یہ request معزز ایوان سے کرتا ہوں کہ اس پر سوچ لیں اور یہ-----

جناب ڈپٹی سپیکر: جی جعفر خان مندوخیل صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب سپیکر صاحب! یہ قرارداد واقعی اہم ہے ہر نائی ایک land lord area ہے اس کے لیے چھپلی گورنمنٹ میں آپ لوگوں کے ساتھیوں نے اور ہم لوگوں نے مشترکہ طور پر کوشش کی اور ایک روڈ منظور کیا فارم ٹومار کیت، پھر بد قسمتی سے اس روڈ کو ایک ایسے ٹھیکیدار نے لیا جس پر ہر روز اسیبلی میں بھی بحث ہوتی رہی اور گورنمنٹ بھی request کرتی ہے صوبائی حکومت بھی اس سے ناراض ہے گورنر صاحب بھی اس سے ناراض ہیں لیکن وہ اتنا زور آور ہے کہ کوئی اس کو کچھ بھی نہیں کر سکتا I don't know from where اسکے رویشے ہم کدھر سے کپڑیں وہ رویشے کہاں تک ہیں وہ روڈ اسی طرح پڑا ہوا ہے ایک فٹ بھی کالا نہیں ہوا ہے حالانکہ اسکو اک توبر یا نمبر تک پکا ہونا تھا پھر یہ زرخیز علاقہ ہے زراعت کے لحاظ سے بھی اور منزل کے لحاظ سے بھی انتہائی زرخیز علاقہ ہے پھر تو اس علاقے نے بہت اٹھنا تھا وہ روڈ بھی ختم ہو گیا اور دو چار دھماکے ہو گئے انہوں نے دھماکے بند کر دیئے اور لاءِ اینڈ آرڈر کی situation تو بولان کی سائیڈ پر پیش آتی ہے تو وہ پھر کیوں بند نہیں کرتے ہیں ہر نائی کو اس لیے بند کر دیا کہ وہ مجبور اور غریب علاقہ ہے یہ قرارداد واقعی اہمیت کی حامل

ہے بلکہ زمرک صاحب اور دوسرے دستوں نے اس کا ذکر کیا تھا میں شکرگزار ہوں۔ ڈوب ریلوے لائن بوسٹان سے لیکر ڈوب تک۔ مشرف صاحب جب آئے تھے اور ڈوب میں جلسہ عام میں جب اعلان کیا تھا مولانا واسع صاحب، گیلو صاحب اور ہمارے دوسرے ممبران بھی موجود تھے تو اس کا سروے بھی مکمل ہو گیا ٹینڈر ہونے تھے وہ پرانی لائن بھی اکھاڑ دی گئی وہ بھی لے گئی نئی لائن بچانے کے ٹینڈر ہونے تھے لیکن regime چنج ہونے کی وجہ سے شاید priorities definitely change ہو جاتی ہیں میں سمجھتا ہوں یہ تو قومی کام ہے جس میں جس میں priorities change نہیں ہوئی چاہئیں کیونکہ اسی لائن نے پھر extend ہو کر ڈیرہ اسماعیل خان اور پشاور تک جانی ہے ایک دن میں آپ صبح یہاں سے روانہ ہو جائیں شام تک آپ ڈیرہ اسماعیل خان، پشاور، اسلام آباد تک پہنچ جاتے ہیں ایک alternate source بھی رہ جاتا ہے اگر ادھر لاءِ اینڈ آرڈر خراب ہوتا ہے تو ان علاقوں میں کبھی لاءِ اینڈ آرڈر خراب نہیں ہوا ہے اس وجہ سے ان لوگوں کے لیے ایک متبادل source ہوتا ہے تو میں اس میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ ڈوب ریلوے لائن جس کی حکومت نے پرانی ریلوے لائن اکھاڑ دی ہے نئی لائن کے ٹینڈر ہونے تھے وہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر postponed ہو گئے اس کو بھی فوری طور پر ٹینڈر کر کے کام شروع کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں منصف نانس بولیں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): میر بانی جناب سپیکر صاحب! پہلے بھی ہمارے آزیبل منسٹر زمرک خان کی قرارداد تھی اس پر بھی میں کہنا چاہتا تھا اس کی بھی ایک اہم قرارداد تھی مگر آپ نے ہمیں بولنے نہیں دیا بھی آپ کی میر بانی کہ اس پر آپ نے بولنے کا موقع دیا اس پر بھی جناب سپیکر صاحب! میں آپ کو ایک نقطہ بتاؤں کہ جو انہوں نے ہر نئی ولن مل کو بند کیا ہے آپ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو پاس ہو گئی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر صاحب! جی ہاں میں صرف یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان میں بیروزگاری عروج پر ہے اور وہاں پر اور ملیں گئی چاہئیں مگر مولانا صاحب کہ یہ ایک مل تھی اس لیے پہلے جو چوتول وہ مستونگ میں تھی اس کو بھی اسی طرح فروخت کیا گیا بھی آپ دیکھیں جیسے میں نے معلومات لیں جناب زمرک صاحب سے کہ ایک کروڑ اسی لاکھ میں یہ مل پہنچ دی گئی ہے پھر اسی جگہ کے سلطان صاحب کو یا زیارت وال صاحب کو دے دیں یا کسی اور کو دے دیں تاکہ وہ مل کو چلائے اور وہاں پر لوگوں کو روزگار ملے یہ نہیں ہے کہ اس مل کو بند کیا جائے دوسرا جناب سپیکر صاحب! وقت کے ساتھ ساتھ حالات کے بدلتے ہوئے لوگوں کو جدید سہولتیں میسر ہوتی ہیں مگر آپ

دیکھیں جو پہلے ریلوے لائن تھی ٹوب سیشن کی چھوٹی ریلوے لائن تھی اس کو بھی ختم کیا گیا جیسے ہمارے زمرک خان صاحب کی قرارداد ہے اور اس کے ساتھ جو علاقے کے لوگ ہیں وہ بھی پہلے جو ہر نائی سیشن تھا چھوٹی لائن تھی وہ بھی کافی عرصے سے بند ہے بجائے اس چیز کے کہ اس کو اور جدید تر کرتے پچھلی دفعہ میں سلام آباد گیا تھا ہمارے ریلوے کے منظر ہے اے این پی سے ان کا تعلق ہے اور بلوچ صاحب اس کا نام ہے میں نے ان سے مناسب بات کی اور ان کو یہ کہا اور تمام حقائق ان کے سامنے رکھے کہ ہمارے جو چھوٹے اسٹیشن ہیں اسے تبدال طور پر بڑے اسٹیشن میں تبدل کر دیں جس طرح انگلینڈ میں ہے دوسری ٹرینیں جدید تر ہوتی ہیں اور لوگ اس سہولت سے مستفید ہوتے ہیں بجائے یہ کہ اس کو آگے بڑھادیں جو انگریزوں کے دور کی تھی اس کو بھی آپ لوگوں نے بند کر دیا انہوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ آنے والے وقت میں ہم انشاء اللہ ریلوے لائن کو جدید طور پر ڈالیں گے اس کے علاوہ جو وہاں کے لوگ ہیں جو ان کی سبزیاں وغیرہ ہیں جیسا کہ جعفر خان صاحب نے کہا بالکل صحیح ہے کہ وہ مارکیٹ میں نہیں پہنچتے ہیں اگر روڈ صحیح ہو جائے تو جناب پسیکر صاحب! ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ اسلام آباد تک بائی روڈ، بھی کراچی تو سات آٹھ گھنٹے میں جا سکتے ہیں مگر روڈز connect ہو جائیں بلیک ٹاپ ہو جائیں جو ہمارے ٹوب ٹو ڈیرہ غازیخان سیشن ہے تو انشاء اللہ ہم بھی یہاں سے نو گھنٹے میں اسلام آباد پہنچیں گے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکر: Thank you جی بست لال!

انجینئر بست لال (وزیر اقیلیتی امور): جناب پسیکر صاحب! میر اعلق بھی سبی سے ہے ہر نائی اور سبی لائن کے حوالے سے ہم نے اس پر پہلے بھی قرارداد لا چکی ہے آپ کو اس حوالے سے یاد ہو گا اس قرارداد کی جتنی بھی حمایت کی جائے میرے خیال میں کم ہے اور یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس ٹریک کو حال کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ جو کوئی کچھ اور ہر نائی کا روڈ ہے اس کی بھال بھی بہت ضروری ہے اور قرارداد کی میں بھی حمایت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکر: جی شاہ نواز مری صاحب!

میر شاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب پسیکر! جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس میں میر انام بھی شامل کیا جائے نمبر ٹو اور اس میں جیسے ہمارے مجرم صاحبان اور منظہر صاحب نے بتایا ہے کہ کوئی بوسٹان، مسلم باغ اور ٹوب یہ انگریزوں نے ایک narrow gauge لائن بچائی تھی اور جعفر خان مندوخیل صاحب نے باقاعدہ ٹھیک بتایا دیا تھا کہ اس narrow gauge کو اتنا را گیا اور اس understanding کے ساتھ کہ اس کو

broad gauge بنایا جائے گا ٹینڈر بھی ہوئے جزل پرویز مشرف صاحب جنہوں نے جو بھی کام کیا ہے ان کو علم ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس روڈ کو اور ریلوے لائن کو بحال کیا جائے اور broad gauge ہے جو کہ یہ کوئی نہ بوستان اور مسلم باغ اس کے لیے جناب بلور صاحب جو ANP کے بڑے اور ریلوے کے منشی بھی ہیں Thank you directly ان کو approach کیا جائے اور ان دونوں کو بحال کیا جائے!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رسم جمالی صاحب!

سردار زادہ رسم خان جمالی (وزیر ایکسائز ایڈیٹیکسیشن): سب سے پہلے میں اسفند یار کا کڑ صاحب، بج پر کاش اور جعفر جارج کومبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے حلف اٹھائے اور ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں دوسری بات جس طرح زمرک خان نے قرارداد پیش کی ہے اس کی ہم کامل حمایت کرتے ہیں اس میں جو ریلوے ٹریک بنے گا جس کا ٹول مری صاحب نے آپ کو بتایا ہے اور عاصم کرد صاحب نے بتایا کہ فیڈرل منشی سے بھی بات ہوئی ہے تو میرے خیال میں ہمارے سی ایکم صاحب اور گورنر صاحب دونوں اسلام آباد میں ہیں ان کو بھی بات کرنی چاہیے اس ایوان کے تحت۔ کیونکہ یہ ایک بہت ہی اہم ریلوے ٹریک ہے اور اس کو ہم کامل طور پر ہم سپورٹ کرتے ہیں اور انشاء اللہ الگے کچھ عرصے میں ہم دیکھیں گے کہ یہ قرارداد پاس بھی ہوگی اور ریلوے ٹریک انشاء اللہ start ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی گھر صاحب!

جناب محمد اسماعیل گجر (وزیر شہری منصوبہ بندی و ترقیات): جناب سپیکر صاحب! جو قرارداد پیش کی گئی ہے جہاں تک میرے knowledge میں ہے تمام دوست بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں میرا خیال میں cabinet کی جب میٹنگ ہوئی تھی چیف سیکرٹری بلوقستان نے اس کے اوپر details سے بات کی اور چیف منشی نواب اسلام ریسائی صاحب باقاعدہ طور پر اس پر interest لے رہے ہیں اور detail سے بات بھی کرچے ہیں لیکن یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے ہم اس کی حمایت بھی کرتے ہیں مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جیسے رسم جمالی صاحب نے بات کی چیف منشی صاحب اس میں ذاتی interest لے رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اوپر

جہاں تک ہو سکا وہ جائیں گے Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بابو امین عمرانی صاحب!

جناب بابو محمد امین عمرانی (without portfolio): جناب سپیکر صاحب! جہاں تک اس ریلوے لائن کا تعلق ہے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں اس میں ایک اور گزارش کروں گا کہ اس میں میرا نام بھی شامل

کیا جائے اور اوستہ محمد جیکب آباد اور لاڑکانہ ریلوے لائن جو کافی عرصے سے بند پڑی ہے اس کو بھی چلانے کے لیے اقدامات کیے جائیں اور اس کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے Thank you
جناب ڈپٹی سپیکر: جی مولوی عبدالصمد صاحب!

مولوی عبدالصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جگلی حیات): شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے وقت دیا یہ ریلوے لائن ہر نئی کی نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر نئی کے شمال میں باقی جو اضلاع ہیں یا شمال مشرق میں جو اضلاع ہیں یہ بھی اس ریلوے لائن سے مستفید ہوتے رہتے ہیں میں اس لائن کی بحالی کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور بوسٹان اور ژوپ ریلوے سیکشن کا مجھے پتہ چلا ہے کہ مولانا عبدالواسع صاحب نے کہا تھا کہ یہ ریلوے لائن منظور ہو چکی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی بحال کیا جائے میں ان دونوں قراردادوں کی حمایت کرتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا یہ قرارداد جعفر مندو خیل صاحب کی ترمیم کے ساتھ منظور کی جائے؟
(قرارداد منظور ہوئی) میر جیب الرحمن محمد حسنی اپنی قرارداد نمبر 19 پیش کریں۔

وزیر اقلیتی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر اقلیتی امور: جناب سپیکر صاحب! ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں بعد میں اجلاس ختم ہو گا ہم اس سے پہلے دو الفاظ بولنا چاہتے ہیں انتہائی اہم ایشو ہے پہلے جے پر کاش صاحب بات کر لیں پھر میں بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بنت لال! آپ تشریف رکھیں میر جیب الرحمن! آپ اپنی قرارداد نمبر 19 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 19

میر جیب الرحمن محمد حسنی (وزیری و اسا اور QGWSWP): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب سپیکر!
قرارداد یہ ہے کہ ضلع واشک ایک پسمندہ اور قبے کے لحاظ سے ایک بڑا ضلع ہونے کے باوجود اس جدید دور میں بھی بھلی جیسی بنیادی سہولت سے محروم ہونے کی بنا وہاں جزیئر (Generator) کے ذریعے صرف چند گھنٹوں کیلئے بھلی دی جاتی ہے جس سے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہونے کی وجہ سے یہاں کے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ضلع واشک کے ضلعی ہیڈ کوارٹر واشک کو نیشنل گراؤنڈ سے بھلی فراہم کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد نمبر 19 پیش ہوئی۔ محرک اپنی قرارداد پر کچھ بولنا چاہیں گے جی سردار بزنجو!

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آپاٹی و برقيات): جناب پسکير صاحب! میر عجیب الرحمن صاحب نے جو قرارداد ضلع واشک کے حوالے سے پیش کی ہے میں اس میں ایک اضافہ کرنا چاہتا ہوں ضلع آواران کو۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ پہلے محمد حسنی صاحب کو بات کرنے دیں اس کے بعد پھر آپ بولیں۔

وزیر آپاٹی و برقيات: ٹھیک ہے جناب پسکير!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محمد حسنی صاحب!

وزیری و اسا اور QGWSR: بسم اللہ الرحمن الرحيم جناب پسکير صاحب! ضلع واشک رقبے کے لحاظ سے بلوچستان کا سب سے بڑا ضلع ہونے کی وجہ سے بہت پسمندہ علاقہ ہے وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے پچھلے دنوں میں نے بتایا تھا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے لیے جو روڈ جاتا ہے وہاں پر روڈ بھی نہیں ہے سینکڑوں کلومیٹر کپار روڈ پر سفر کرنا پڑتا ہے اور وہاں پر جو روڈ منظور ہوا ہے اس پر دو تین سال سے کام ہو رہا ہے مگر سالانہ اس پر پچاس لاکھ ایک کروڑ روپے release کرتے ہیں اس طرح میرے خیال سے اگلے پچاس سال تک بھی یہ روڈ نہیں بنے گا اور بجلی کے حوالے سے اس جدید دور میں وہاں پر بجلی بھی نہیں ہے شیخ غالیہ بن زید کی مہربانی ہے کہ انہوں نے وہاں پر کچھ جزوی فراہم کیے ہیں اور کھبے لگادیئے ہیں دو تین گھنٹے کے لیے بجلی دیتے ہیں مگر وہ بجلی بھی صرف بلب اور ٹنکے کی حد تک ہے زیادہ نہیں اور وہ چند گھنٹے کے لیے ہوتی ہے اور اس جدید دور میں بجلی ایک نمایادی ضرورت ہے جو ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر سرکاری دفاتر ہیں فیکس ہو یا فولو اسٹیٹ ہو کوئی بھی کام ہو وہ بالکل نہیں ہو رہا ہے وہاں پر ٹیلی فون اکثر خراب رہتے ہیں ان کے ٹیلی فون بھی مشکلی تو انائی کے ذریعے چارج ہوتے ہیں بادل آ جائیں بارش میں وہ کئی دن تک خراب رہتے ہیں جب ان سے بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں جی بیہاں پر بجلی نہیں ہے اور کسی محکمے والوں سے بات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں جی وہاں پر روڈ نہیں ہے بجلی نہیں ہے ہم وہاں نہیں جاسکتے تو وہاں پر کوئی بھی کام بجلی نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے واشک ایک گرم علاقہ ہے گرمیوں کے موسم میں وہاں درجہ حرارت 50 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے اور وہاں پر لوگ گرمیوں میں بہت شدید مشکلات کا شکار ہوتے ہیں اس کے علاوہ بلوچستان میں روزگار کے اور ذرائع ہیں مگر ان کی صرف وہی زمینداری ہے ٹیوب ویل کے ذریعے پانی نکالتے ہیں زمینداری کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے تو وہاں پر بجلی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ زمینداری بھی نہیں کر سکتے جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ضلع واشک کو نیشنل گرڈ سے یا ایرانی بجلی جو مکران میں دی جا رہی ہے جس طرح تفتان بارڈر اور ماشکیل میں دی جا رہی ہے اس کو ماشکیل سے بھی connect کیا جا سکتا ہے پنجگور سے بھی connect کیا جا سکتا ہے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے جو اسمبلی کے

colleagues ہیں اس قرارداد کی حمایت کریں اس کے علاوہ جو بھی سہولت ہو گیں بلوچستان سے نکلتی ہے بلوچستان کا تقریباً 95% علاقہ محروم ہے آپ دیکھیں پنجاب میں سندھ میں وہاں پر گاؤں گاؤں میں گیس ہے بھلی ہے جو گیس بلوچستان سے نکل رہی ہے یہاں کوئی شہر کے آس پاس ایسے علاقے موجود ہیں جہاں پر گیس نہیں ہے اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت سے بھرپور سفارش کی جائے کہ ان علاقوں کو میں صرف ضلع واشک کی بات نہیں کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں جتنے بھی ضلعی ہیڈ کوارٹر جیسے الینڈین ہیں ہے اور بھی علاقے ہیں جو بہت بڑے بڑے شہر ہیں وہاں پر جزیرہ سے بھل دی جا رہی ہے میں تو کہتا ہوں جتنے بھی ضلعی ہیڈ کوارٹر ہیں کم از کم ان کو تو بھل فراہم کی جائے شکریہ جناب پسیکر!

جناب ڈپٹی پسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد منظور کی جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی)

جناب جے پرکاش صاحب!

جناب جے پرکاش: جناب پسیکر! آج جگ اخبار میں ہماری اقیانی برادری کے سینیل کو جمل مگسی سے آتے ہوئے کل ان کو انگو اکیا گیا ہے جناب پسیکر صاحب! مسلسل ہمارے انگو ابرائے تاوان کی وارداتیں گزشتہ سال سے لے کر اب تک تقریباً تیرہ ہماری نیارٹی کے لوگ انگو ہوئے ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ انتظامیہ چشم پوشی سے کام کیوں ل رہی ہے اور اجلاس کے دوران آئی جی صاحب ہوم سیکریٹری اور اب ہمارے سوالات لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے کون جواب دے ہمیں خود سمجھ میں نہیں آتا آخر ہم بھی عوام کے نمائندے ہیں جب بھی سیشن ہوتا ہے تمام اسمبلی کے ارکان آتے ہیں اور جو ذمہ دار ہیں انتظامیہ کے حوالے سے وہ نہیں آتے ہیں جو ہمارے تیرہ بندے انگو ہوئے ہیں آج سے پندرہ دن پہلے ایک بھاگ سے انگو ہوا تھا جو کہ تقریباً کیم تارنخ جو ابھی گزر گئی ہے اسمیں وہ برآمد ہوا اور کل یہ دوسری واردات ہوئی ہے ڈیکٹی اور لوٹ ماری تو ایک معمول کا کام بن چکی ہے یہ تو ہوتی رہتی ہے اور آج سے تین مہینے پہلے میرے اپنے گھر کو نہیں میں ڈیکٹی ہوئی تھی جس کی اب تک کوئی شنوائی نہیں ہے تو ہم کس سے بات کریں میری سمجھ میں نہیں آتا ہے پسیکر صاحب! آپ کسی کو پابند کریں اور لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے انتظامیہ کو پابند کریں تاکہ آئندہ جہاں بھی واردات ہو ہمارے نصیر آباد میں ابھی تقریباً ایک مہینہ پہلے شام کو سات بجے پانچ بندے ڈیرہ اللہ یار سے اوستہ محمد جار ہے تھے گاڑی بھی ان سے چھین لی گئی پیسے انگوٹھیاں وغیرہ اتار کر ایک دوچھڑا مار کر ان کو چھوڑ دیا گیا لیکن اب تک تیرہ بندے جو ہمارے انگو ہوئے ہیں اب تک کوئی بھی گرفتاری عمل میں نہیں آئی جو کہ انتظامیہ یہ بتا سکے کہ یہ بندے ہم نے یہاں سے برآمد کئے ہیں اور ائک ذمہ دار یہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔
جے پرکاش: ہاں مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منسٹر فناں آپ اس کو نوٹ کریں۔ جے پرکاش صاحب نے جو پوائنٹ ریز کیا ہے آپ اس کو نوٹ کریں۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں دو منٹ لینا چاہتا ہوں اس ایوان کے گلیو صاحب مہربانی کریں۔ جے پرکاش صاحب نے ایوان کی توجہ دلائی ہے اس خبر کی طرف کہ کل ایک ہندو نوجوان سنبل کمار جھل گئی سے انغو ہوا ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ جس دن نئی اسمبلی وجود میں آئی میں نے پہلی تقریر میں یہ ایک تحفظ کا اظہار کیا تھا میں نے کہا کہ یہاں پر جو ہماری اقلیتیں ہستی ہیں اس معاشرے کا حصہ ہیں اس ملک کا حصہ ہیں اور اس ملک کے وفادار شہری ہیں اور کچھ عرصے سے ہماری ہندو اقلیت خاص طور پر عدم تحفظ کا شکار ہیں اور اسکی طرف انتظامیہ اور حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے اور نہ دینے کو تیار ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں گیا رہ میں کی اس حکومت میں تیرہ ہندو انغو ہو چکے ہیں اور سب کچھ نہ کچھ میسے بھر کر واپس آئے ہیں حکومت یا انتظامیہ یا پولیس نے کوئی اسکیں مدد نہیں کی ہے۔ آئی جی صاحب اسمبلی میں آنے کو تیار نہیں ہیں ہوم سیکریٹری صاحب اسمبلی میں آنے کو تیار نہیں ہیں ہوم نسٹر صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب آج موجود نہیں ہیں تاکہ اس کی یقین دہانی کرائیں کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا ہماری اقلیت عدم تحفظ کی وجہ سے نقل مکانی پر مجبور ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوٹ ہو گیا۔ آپ کی بات ہو گئی۔ جی منسٹر فناں! منسٹر ہوم تو نہیں ہیں آپ یہ بات ۔۔۔۔۔

میر محمد عاصم کرد گلیو (وزیر خزانہ): جناب سپیکر! بالکل کچھ واقعات ہوئے تھے اس سے پہلے بھی ہوئے تھے ہمارے بولان میں بھی ہوئے تھے kidnapping کے جو معاملات ہیں یہاں سریاب میں تین چار raid ہوئے یہاں ایک مردی کے بیٹے کو بھی انغو کیا اس کے بھی ملزمون کو پکڑ کر برآمد کیا اور ایک ملزم مقابلے میں مارا گیا اسکے علاوہ دو گروپ تھے ہمارے قسم بنگلوئی صاحب کے بیٹے کو بھی لے گیا ان کو بھی گرفتار کیا گیا اسکے علاوہ ایک اور گروہ تھا وہ ان ساری وارداتوں میں ملوث تھا وہ بھی گرفتار ہوا تین چار دن پہلے بولان میں ہمارے ایک ٹرک پرفارمنگ کی گئی اس کے ڈرائیور کو بھی لے گیا وہ بھی میں نے آج ڈی پی او سے پوچھا کل رات وہ مغفوی بھی برآمد ہوا اور ملزمون کو گرفتار کیا گیا ہے کل ایک ناخشوار واقعہ باغ میں پیش آیا ہے اور اسکے لئے بھی ہم نے ڈی آئی جی صاحب سے بھی بات کی ہے ایک ہماری ہندو براڈائری کے ایک آدمی کو انغو کیا گیا ہے اور اسکے لئے ہم نے ڈی آئی جی صاحب کو کہا ہے ڈی پی او کو بھی کہا ہے کہ جیسے بھی ہو

اس کو برآمد کیا جائے سپیکر صاحب! میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اس ایوان کے، کہ جتنے بھی انواع کی وارداتیں ہوئی ہیں ہمارے بولان میں جتنی بھی وارتیں ہوئی ہیں میں خود ذاتی طور پر اسمبلی دلچسپی لے رہا ہوں تاکہ ملزموں کے گروہوں کو کپڑا جاسکے ابھی کوئی میں جو تین گروہ کپڑے گئے ہیں ان کی وجہ سے یہاں کوئی میں وارداتیں بھی کم ہوئی ہیں ہمارے بولان میں تین چار گروہ کپڑے گئے وہ جیل میں ہیں اور ان کو بھی عدالت میں پیش کیا گیا ہے میں اپنے colleagues کو یقین دلاتا ہوں کہ انواع بارے تاوان کے جو دوسرے ملزمان ہیں گورنمنٹ ان کی سرکوبی کے لئے کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ پہلے بھی ہم نے انہیں کنڈم کیا تھا اور آج بھی انشاء اللہ، ابھی ہمارے بولان میں کافی امن آچکا ہے otherwise بلوچستان میں انشاء اللہ اس کو بھی ہم کنڈم کر رہے ہیں اور ہمارے چیف منسٹر صاحب نے بھی اس کا سنتی سے نوٹ لیا ہے اور انشاء اللہ ان ملزموں کو کپڑا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔ مولوی عبدالصمد آخوندزادہ صوبائی وزیر اپنی قرارداد نمبر 20 پیش کریں۔

مولانا عبدالباری آغا (وزیر پلک ہیلتھ انجینئرنگز): جناب! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں اس قرارداد سے پہلے جو امن و امان کا ایجاد ہے اس پر debate ہو رہی ہے میری تو آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ کے ذریعے سے ہمارے جو چیف منسٹر صاحب ہیں سینئر منسٹر صاحب تشریف فرمایا ہیں امن و امان اتنا خراب ہو رہا ہے کہ یہاں کے جتنے ہمارے امن عامہ کے ادارے ہیں فورسز ہیں سارے تنخواہ لے رہے ہیں کام نہیں کر رہے ہیں تو پھر ساروں کو اختیار دے دیں ہر ایک ذمہ دار ہے اپنے امن و امان کا ہمارے پیش میں آپ کو شاید بتتے ہے کہ حاجی عبدالقادر غرضین کے نام سے کوئی تاجر ہے معتبر ہیں اپنے گاؤں کا اور اپنے قبیلے کا سربراہ ہیں ان کو سات آٹھ مہینے پہلے اٹھایا ہے اور چیف منسٹر صاحب جب پیش میں بازار تشریف لائے تھے انہیں تاجر ان نے ان سے ملاقات کی گوئر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی ہے آئی جی سے بھی ملاقات کی ہے وہ ابھی تک بازیاب نہیں ہوا ہے پولیس والوں کو پتہ نہیں ہے فورسز ہیں یا جو ادارے ہیں ان کو بھی پتہ نہیں ہے لیکن فورسز کے ادارے اتنے کمزور ہیں کہ ایک مغوی کو برآمد نہیں کر سکتے ہیں ہم یہاں اسمبلی والے بیٹھے ہوئے ہیں کیا امن و امان فورسز نے قائم کرنا ہے یا ہم نے؟ آج دو ٹوک فیصلہ کریں آئی جی کی بریفتگ سے کوئی فائدہ نہیں ہے ہم سارے مجرم صاحبان یہ فیصلہ کریں ہمارا صوبہ سرداروں، نوابوں کا اس اسمبلی میں سارے سردار نواب بیٹھے ہوئے ہیں ہم یہ فیصلہ کریں کہ امن و امان کا قیام حکومت کی ذمہ داری ہے یا ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے لس دو ٹوک فیصلہ کریں۔

جناب! کب تک اس صوبہ میں وارداتیں ہوتی رہیں گی نہ ملک محفوظ ہے نہ صوبہ محفوظ ہے کوئی ذمہ داری قبول

کر لیتا ہے کوئی کس نام سے تنظیم ہوتی ہے کوئی کس نام سے مطلب یہ ہے کہ یہ لاپتہ صوبہ ہے ہم تو پورے پاکستان کے ذمہ دار نہیں ہیں بلوچستان میں اتنے زیادہ وزیر بیٹھے ہوئے ہیں ہر ایک کو ایک ایک ضلع حوالہ کریں کہ وہ اس ضلعے کا ذمہ دار ہے۔ اتنی پولیس اتنا بجٹ بارہ ارب کا بجٹ لیویز کو پولیس میں ختم کرنا۔ دیگر کارروائی مشرف صاحب نے نظام لایا چلا گیا مگر ابھی تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو یہ حاجی عبدالقادر ہر غرشین کا میں آپ کے علم میں لانا چاہتا تھا یہ ایک خاص پوائنٹ ہے فوری طور پر امن و امان کے متعلق جتنے سردار، نواب اور ملائیٹھے ہوئے ہیں امن و امان کے بارے میں کہ امن و امان کس نے قائم کرنا ہے ہم نے قائم کرنا ہے یا کس نے کرنا ہے اس پر یہ اسمبلی اور کابینہ دوڑوک الفاظ میں آج یہ فیصلہ کرے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب! حکومت کی یہ پہلی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ لان اینڈ آرڈر کو قائم رکھے آج اس فلور پر اس مخلوط حکومت میں تمام پارٹیاں شامل ہیں اس میں با اثر، معزز، میر، مولا نا صاحبان اور نواب صاحبان یہاں موجود ہیں لیکن بدقتی سے اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال انتہائی خراب ہے ہماری اطلاعات کے مطابق اسی سے زیادہ لوگ اس صوبے سے انخواہو چکے ہیں میری آپ سے درخواست ہے کہ ایک دن صرف امن و امان کی صورت حال پر کھل کر بحث کی جائے کہ کون اس کا ذمہ دار ہے، امن و امان کون بحال کرے گا جیسے مولا نا باری صاحب جو ہمارے بزرگ پیر بھی ہیں انہوں نے کہا کہ ہر ایک کو اپنا اپنا علاقہ دے دو وہ وہاں امن امن قائم کرے۔ حکومت لاکھوں کروڑوں روپے امن و امان پر خرچ کر رہی ہے کوئی بھی آدمی سبی اور ڈھاڑک امن سے جانہیں سکتا۔ ٹرک انخواہو ہر ہے ہیں جب کوئی سامان کو یہ کیلئے ٹرک لارہے ہیں تو سامان سمیت انخواہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ٹرک یہاں چھوڑ دو چلے جاؤ اقلیتوں کو بھاگ، ڈھاڑر، گندواہ اور سبی سے انخواہ کے جارہے ہیں جو ہمارا فرض بتا ہے کہ اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے۔ تو میں اس کے لئے یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اقلیتوں اور دیگر لوگوں کو امن اور تحفظ دینے میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ اس میں جتنی پارٹیاں یہاں موجود ہیں وہ اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے امن کا کام کریں اور ایک دن آپ مقرر کریں تاکہ سب امن و امان کی صورت حال پر کھل کر بحث کریں کہ اس صوبے کو کس طرح امن، سکون اور انصاف دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر بی و اسا اور QGWSP: جناب سپیکر! جیسے دوستوں نے امن و امان کے بارے میں بتایا ہے واقعی

حالات اتنے خراب ہو چکے ہیں کہ کوئی نوشکی، خاران یا دیگر علاقوں میں نہیں جا سکتا ہے امن سے سفر نہیں کر سکتا ہے جیسے صادق صاحب نے بتایا ہے کہ ٹرک انواع کئے جا رہے ہیں لوڈ ٹرک غائب ہوتے ہیں اور پھر ٹرک کو لا کر کھڑا کر دیتے ہیں پنجگور کا ایک غریب آدمی تھا اس کا دس ولیر ٹرک تین مہینے پہلے سامان سمیت انواع ہو چکا ہے ابھی تک نہیں ملا ہے ابھی تو صورت حال یہ ہے کہ ٹرک مع سامان غائب کئے جاتے ہیں تین مہینے سے کئی ایسے ٹرک ہیں جو غائب ہو گئے ہیں لوڈ کی چیزیں کوئی ایسا دکاندار کراچی سے کوئی سے لانے کا رسک نہیں لے سکتا ہے تو وہ خاران یا نوشکی نہیں لے جاسکتا ہے جب تک اس پر قابو نہیں پائیں گے تو حالات مزید خراب ہو جائیں گے پولیس اس سلسلے میں بالکل ناکام ہو گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ اہم مسئلہ ہے کوئی شریف باہر نہیں نکل سکتا ہے کچھ دن پہلے وہاں خاران میں ایک واقعہ پولیس اور عوام کا جھگڑا ہوا اس میں وہاں کا ایک بہت معزز آدمی منیر حسني جو کہ وہاں کی ایک قبائلی شخصیت ہیں ان کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی ہے جو کہ وہ وہاں پر موجود ہی نہیں تھے پچھے نہیں پولیس نے ان پر کئی دفعے لگادیے ہیں ان کا اس سے واسطہ ہی نہیں تھا پرسوں ان کیلئے پورے خاران میں ہڑتال رہی پہیہ جام رہا مگر اس کا کسی نے کوئی نوش نہیں لیا ہے اس کے متعلق اسمبلی کی قرارداد بھی موجود ہے لیوین کو بحال کیا جائے۔ ماضی میں یہ بہت ہی موثر ہی ہے کافی اس نے کام کیا ہے اس لئے پھر سے اس کے متعلق کوئی قرارداد لا میں سی ایم صاحب یا جودو سرے ہمارے لوگ ہیں ممبر ہیں وہ جا کر فیڈرل میں بات کریں کم از کم لیوین کو بحال کر دے یا تابرو امسکہ ہی نہیں ہے۔ شکریہ!

جناب ڈپی سپیکر: جی جعفر خان مندو خیل!

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ لا اینڈ آرڈر پر ایک دن مکمل بحث ہونی چاہئے کوئی تحریک التوا ہوتی اس پر پر اپر بحث ہوتی تاکہ پتہ چلے پوانٹ آف آرڈر میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے پر اپر نہیں ہے آج چونکہ اسمبلی کا آخری دن ہے میں پھر کبھی اس کو ترتیب دینے کی کوشش کروں گا کہ اس پر مکمل ایک دن بحث ہو جائے میں خود ہوم منظر رہ چکا ہوں کوئی مشکل بات نہیں ہے کہ لا اینڈ آرڈر کو خراب کیا جائے کسی کے باپ کی جرأت نہیں کہ لا اینڈ آرڈر کو خراب کرے زور آور سے زور آور آدمی بھی بل میں گھس جاتا ہے اگر اس کے پیچھے سرکار لگ جائے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہاں سرکار نہیں ہے سرکار کس طرح نہیں ہے وہ یہ ہے کہ پولیس نظام ناکام ہو گیا ہے کسی کا بس بھی نہیں ہے اور اس کے ساتھ جو اچھا لیوین سسٹم تھا وہ جا کر پولیس میں کنورٹ ہو گیا۔ مجھے پتہ ہے کہ مختلف لوگ یورو کریسی مختلف عہدوں پر رہی ہیں سرکار ہمیشہ نام ہوتا تھا ڈپی کمشنز کا۔ چاہے چیف سیکرٹری ہدایت کرتا تھا چاہے چیف منٹر ہدایت کرتا تھا گورنر ہدایت کرتا تھا ڈپی کمشنز اس پر عمل کرتا

تھا کرواتا تھا وہ نظام ختم ہو گیا ب میں یہ سمجھتا ہوں کہ سرکار کس کو ہدایت کرے گی کہ یہ کام آپ کر لیں۔ پولیس کس کے ماتحت ہے میں نے تو از خود ان کی کوئی insensitive پہلے کبھی نہیں دیکھی ہے۔ پہلے منظر ہوم میں نے دیکھا ہے جہاں پہلے اختیارات والی منظری بھی تھی از خود وہ کام کرتی تھی۔ میں کسی کے پیچھے بندوق اٹھا کر نہیں گیا ہوں نہ میں نے اپنے ساتھ کوئی واڑ لیں سیٹ رکھا تھا کہ سنوں کہ کیا ہو رہا ہے یہ نہیں تھا ڈپلیکمشن کی ذمہ داری ہوتی تھی پولیس کی ذمہ داری ہوتی تھی خضدار میں کوئی گڑ بڑ ہوتی تھی میں فون اٹھا کر صرف کمشنر کو کہتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اگلے دن تک وہ جواب دہ ہوتا تھا کنشروں ہو جاتا تھا آج انسان کس کو کہے پولیس غریب اپنی جان چھپاتی ہوئی پھرتی ہے ہم کو پتہ ہے شام کو سریا ب روڈ پر آپ کو کوئی سپاہی نظر نہیں آئے گا ہمارے چوک بندر ہتھے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیوں نہیں آتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو لوگ مارتے ہیں اگر یہ سسٹم خراب ہو گیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں نہ موجود حکومت کا کوئی قصور ہے نہ کوئی اور اس کی ذمہ داری اٹھاتا ہے جہاں کہ مجھے پتہ ہے گورنر صاحب اور چیف منستر صاحب سب سے زیادہ توجہ امن و امان کی صورت حال پر دے رہے ہیں کہ کس طرح ان چیزوں کو درست کی جائے۔ اس کے لئے کوئی چینل بنایا جاتا ہے پانی کے لئے کوئی چینل بنایا جاتا ہے وہ از خود میدان تک نہیں پہنچتا ہے کوئی منصوبہ بندی ہوتی ہے اس کے لئے کچھ کرنا پڑے گا۔ میں کہتا ہوں اس کے لئے سیکرٹری اسٹبلی اور اعظم داوی سے مشورہ کر کے ایک دن اس کے لئے مختص کر دیں ہم اس کو قرارداد کی شکل میں لے آئیں اور اس پر ایک دن مکمل بحث ہو جائے۔ اور فیڈرل حکومت سے اس کے لئے مطالبہ کریں کہ محسٹریٹ سسٹم اور کمشنری سسٹم وہ واپس بحال کیا جائے اور لیویز کی جو قرارداد تھی اس کو دوبارہ لاائیں اور اس کے ساتھ ہی پرانا سسٹم لا یا جائے تو حالات صحیح ہونگے۔ پہلے بڑے زور آور لوگ با اختیار ہوتے تھے ایک میرا جان کو ہم ٹیلیفون کرتے تھے کہ آپ سرکار ہیں یا کوئی دوسرا کہتا تھا کہ میں سرکار ہوں ہم کہتے تھے کہ کل تک ہمیں صحیح حالات چاہئیں اور وہ کل تک حالات صحیح کر لیتے تھے یا ان کا ٹرانسفر ہو جاتا تھا اب کوئی کہے کس کو، بڑی بات یہ ہے کون کس کو کہے۔ چیف سیکرٹری کہتا ہے میں کس کو کہوں میری ذمہ داری میں شامل ہی نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ایک آدمی کی ذمہ داری میں جب شامل نہیں ہے تو وہ کیسے کہے گا۔ آج اسمبلی کا آخری دن ہے ورنہ میں اس کے لئے کوئی قرارداد پیش کر لیتا۔ اگر قانون اجازت دیتا ہے تو اس کو قرارداد کی شکل دے کر پاس کر لیں یہ جو محسٹریٹ سسٹم ہے ڈپلیکمشن کو پہلے والے تمام اختیارات دیئے جائیں اور اس کے ساتھ جو بی ایریا یہ لیویز کے تحت کام کریں اس نظام کو بحال کریں پھر نظام درست ہو جائے گا۔ شکریہ!

جناب ڈپلیکسٹر: مولا ناواجع صاحب!

سینر و ذیر: شکریہ جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم اسمبلی کی طرف سے لا اینڈ آرڈر کے لئے ایک دن مقرر کرتے اور اس پر کامل بحث ہو جاتی کیونکہ نزدیکہ اسمبلی میں بھی یہی طریقہ کارہوتا تھا کہ لا اینڈ آرڈر پر سارے ممبران ایک دن کامل بحث کرتے تھے اور اپنی نکتہ نگاہ اور رائے ظاہر کرتے تھے اور اسی بنیاد پر بعد میں فیصلہ ہو جاتا تھا۔ ابھی یہ بات ہے اگرچہ یہاں سب حکومتی لوگ ہیں اور سارے ممبران حکومت میں یعنی شامل ہیں مشترکہ متحده حکومت ہے ظاہر ہے جب سارے ممبران حکومت میں شامل ہیں تو ہر معاملے کا دفاع کرنا کہ یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے بھائی جو حقیقت ہے وہ سامنے رکھنی چاہئے۔ جناب! لا اینڈ آرڈر کی جموجودہ صورت حال ہے وہ کچھ مختلف نظر آرہی ہے جناب سپیکر!واردات ہے، ٹارگٹ ٹلکنگ ہے صوبے میں بمانی ہے جناب سپیکر! اس حد تک معاملات ہیں کہ اخبارات میں آپ نے پڑھا ہو گا حال یہ ہے کہ مستونگ، منگوچر کے علاقے میں ایک ٹرال اور ایک ٹرک جو خشک میوے سے لدے ہوئے تھے ان گوا کرنے کے بعد خالی کر کے واپس پہنچائے گے۔ اس قسم کے نادر واقعات اس قسم کے نادر حالات ہم نے کبھی نہیں دیکھے اور نہ اس قسم کے حالات پہلے تھے کہ لوگوں کو ان گوا کر کے ان کے لوگوں کو ٹیلیفون کے ذریعے پیغام دیتے ہیں کہ اتنے پیسے دے دو آدمی لے جاؤ اس طرح معاملات طے کر لیتے ہیں اور ان سے پیسے لے لیتے ہیں تو یہ سارے واقعات ہو رہے ہیں۔ ایک واقعہ مجھے کسی نے بتایا کہ جب ہم پیسے ہو لے کرنے جا رہے تھے تو اس وقت پولیس کی گاڑی ان کے تحفظ کے لئے ساتھ ساتھ جا رہی تھی اس قسم کی باتیں ہم نے لوگوں سے سنی ہیں تو جناب! اس قسم کے حالات اور عوامل کے پس منظر میں جائیں یہ کیوں ہو رہے ہیں یہ کیا وجہ ہے؟ جناب! اگر ان حالات کا کامل جائزہ لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں اس کی دو وجہات ہیں ایک وجہ یہ ہے جس کا ذکر جعفر خان نے بار بار کیا ہے ہم نے اس کا ذکر بار بار کیا ہے کہ جب تک محسنیٰ نظام بحال نہ ہو جائے تو اس وقت تک حکومت کے لئے لا اینڈ آرڈر پر قابو پانہ مشکل ہے یہ کوئی کہیے یا نہ کہے حکومت اس چیز کا نام اس وقت ہوتا ہے جب یہاں محسنیٰ نظام ہو۔ اس کو بحال کر لیں اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو صوبائی حکومت ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت کر دے جب تک پولیس ڈیپارٹمنٹ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت نہ گا اور صوبائی حکومت کے سامنے جواب دہ نہ ہوگا۔ پولیس اب ایک خود مختار ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے سیکرٹری آئی جی صاحب ہیں ان سے کام لیتے ہیں وہ اپنے آپ کو کسی قانون کے تحت نہیں لاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو صوبائی حکومت چیف منسٹر یا کسی اور کے ماتحت نہیں سمجھتے ہیں۔ جناب! اگر یہ صورت حال کو اس طرح لیا جائے پانچ منٹ، ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک نیا نظام متعارف کرایا ہے تو ناظم کے سامنے وہ جواب دہ ہوں۔ جناب! میرے اپنے ضلع میں پندرہ ناظم ہیں وہ ہمارے اپنے اور ہماری اپنی جماعت کے ہیں

اور میں ان کا سینئر منسٹر ہوں وہ ضلعی ناظم اور دوسرے وہ سارے ہمارے بھائی ہیں۔ ایک دو دن میں جتنا بھی بڑا واقعہ ہوتا تھا وہ ختم ہو جاتا تھا یہ معاملہ ابھی اس طرح ہے جناب سپیکر! ہم پہلے یہ رونارور ہے تھے کہ پولیس کا نظام اگر آجائے تو یہ لوگوں کو بد عنوانی اور کرامم پر معمور کرتے ہیں اُن کیلئے ہدایات جاری کرتے ہیں تاکہ یہ علاقے کو ایک دوسرے کو فروخت کر لیتے ہیں جناب سپیکر! پولیس نظام کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو criminal ہو جائے ایک دوسرے کو criminal کرنے کے اپنے علاقے میں اور اُس تھانے کے علاقے میں کیونکہ جب اوپر والے لوگ اُس سے کچھ مانگتے تو تھانے کس طرح کرتے تو سب سے زیادہ خرابی یہ ہے اور پہلے دن بھی میں نے چیف منسٹر صاحب سے گزارش کی ابھی بھی سارے ہمارے منسٹر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں ہم اگر پولیس نظام بحال نہ کریں مجسٹریٹی نظام بحال نہ کریں اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کو صوبائی حکومت کے ماتحت نہ لایا جائے تو یہ حالات اور بدتر ہوتے جائیں گے ہم مانیں یا نہ مانیں ہم اس کا کیوں میں دفاع کریں جب آئی جی صاحب ہمارے ٹیلیفون نہیں اٹھاتے ہیں تو میں کس لئے دفاع کروں کہ نہیں لاءِ اینڈ آرڈر بالکل صحیح ہے جب وہ ہمیں جواب دہ ہو پھر ہم اُن کو بلا سکتے ہیں کہ اس پر عمل درآمد کر لیں آپ ہمارے ملازم ہیں اور آپ ہمارے ماتحت ہیں لیکن اب جب میں ٹیلیفون کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ میں کس کی بات مانوں پہلے تو ٹیلیفون نہیں اٹھاتے پھر کہتے ہیں کہ یہ میرا کام ہے آپ لوگوں کا کام نہیں تو اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ اب تک وہ ہمارے تابع نہیں ہے جب وہ اپنے آپ کو ہمارے تابع کریں گے اُس وقت پھر ہم لاءِ اینڈ آرڈر کا دفاع کر سکتے ہیں لاءِ اینڈ آرڈر کشوں کر سکتے ہیں حکومت اپنے آپ کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھ سکتی ہے جناب سپیکر! اگر حالات کو دیکھا جائے موجودہ حکومت کے جو بڑے بڑے اور اچھے کارنامے ہیں جناب سپیکر! یہاں پر اس طرح کے حالات پیدا کیے جا رہے ہے بلوچستان کو ایک بارہو د کا ڈھیر بنانے کیلئے جو منصوبہ بن دی تھی لیکن اب موجودہ حکومت نے ایک مفاہمتی عمل شروع کیا ہے کافی لوگوں کو رہا کروایا کافی لیڈروں کو رہا کروایا کافی لوگوں سے مذاکرات جاری ہیں یہاں بلوچستان کے مسئلے کو مرکز کے سامنے ایک بہت بڑی حیثیت سے پیش کر دیا اور اُس پر کافی پیشافت ہو رہی ہے اور یہاں آپ کو معلوم ہے کہ گزشتہ دنوں جو حکومت نے فیصلہ کیا وہاں لسیلہ میں چالیس ہزار سے یا ایک لاکھ سے میرے خیال میں 70 ہزار یا 80 ہزار ایکڑ میں جو ایک فورس والوں نے لی ہوئی تھی وہ اپنے مقاصد کیلئے جیسا کہ ہمارے آرمی کے دوستوں نے جو زمینوں پر قبضہ کر کے پھرا پنے لئے الٹ کرتے پھر بڑے بڑے اچھے بہترین اور نمائش زدہ پلات اس طرح اپنے مقاصد کیلئے غریبوں کی زمینوں پر جو انہوں نے قبضہ کیا ہوا تھا لیکن موجودہ کابینہ نے اور حکومت نے

نواب صاحب کی سربراہی میں جو فیصلہ ہو گیا قاضی کا جو نظام ہائی کورٹ کے توسط سے جو ہمارے ہائی کورٹ والے وہ بھی ہمارے صاحبان ہیں ابھی تو معاملہ ان کے لئے نہیں رہا اُن کے ابھی تو سارے معاملے کھل گئے عدالتوں کے سامنے آگئے کہ وہ کتنے مقدس فرشتے تھے ابھی انہوں نے قاضی عدالتوں کو ختم کرنے کیلئے جو دفعہ لایا تھا اور اُس وقت حکومت کی طرف بھیجا تھا ابھی کابینہ نے بحال کر دیا اور اسی طرح جو اورڈر افٹ کا مسئلہ تھا بلوچستان حکومت کا وہ مسئلہ حل ہو گیا یہاں مختلف قوموں سے مذاکرات جاری ہیں اور دنیا کی یا مقتندر قوتوں کی طرف سے ہمارے اندر جو غیر یقینی کیفیت پیدا کرنے کیلئے جو اقدامات ہو رہے تھے اب یہ سارے معاملات حکومت کے سامنے آگئے اور ان کو آرام کرنے کیلئے جب کوشش کرتے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ وہ قوتیں تو آرام سے نہیں بیٹھ سکتیں کیونکہ یہ سارے اچھے کارنا مے ہیں جو بلوچستان کے عوام ان کو سالہ سال یاد کرتے ہیں ابھی مشترکہ قرارداد آنے والی ہے اور ہم نے اس پر کافی کام شروع کیا ہے اور اورڈر افٹ پر یزید نٹ آف پاکستان سے جو ہماری دو، تین میٹنگیں ہوئی تھیں اور مجھے یقین ہے کہ اورڈر افٹ کی طرح این ایف سی میں بھی ہمارے فارموں لے پر عمل درآمد ہو جائے گا یہاں مختلف قوموں کے درمیان جو لڑائیاں ہیں وہ بھی موجودہ حکومت ختم کر لیں گی حکومت اور قوموں کے درمیان جو پہاڑوں پر گئے ہوئے لوگ ہیں ان کو اتنا نے کیلئے بھی مذاکرات اور فارموں لے ہیں تو یہ سارے سبotta ڈر کرنے کیلئے اس کے قدم کے اقدامات کرنے پڑیں گے تو اسی بنیاد پر کچھ ماحول ان کیلئے بنادیں تاکہ چارچ شیٹ تو بن جائے تو اسی وجہ سے اس طرح کے اقدامات ہوتے ہیں کہ میوے سے لداہواڑرا بھی تک میں نے نہیں دیکھا یہ اٹھانا بھی ایک ماہر آدمی کا کارنامہ ہوتا ہے تو جناب سپیکر! یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے تو اسی حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ پھر بھی ہم اپنے چیف منسٹر جو نواب اسلام صاحب ہیں پہلے دن بھی پارلیمانی لیڈروں کا جو جلاس ہوا ہم نے لاءِ اینڈ آرڈر پر کافی غور کیا اور ہمارے پولیس ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی بالکل زیر یاد ہے اور یہ جو موجودہ جو صورتحال ہے اس کو ٹھیک کرنے کیلئے ہم ان کو ماتحت لانے کیلئے اپنے ساتھ یا اپنی حکومت کے تابع کرنے کیلئے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے ہم شب و روز اس پر کام جاری رکھ کے اُس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں جب تک ہم مجسٹریٹی نظام اور پولیس کو اپنی حکومت کے تابع اور لاءِ اینڈ آرڈر ڈی سی کے نظام کو نہ لایا جائے اُس وقت تک اس پر قابوں نہیں پاسکتے اور ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم اپنے عوام کو تحفظ دیں جیسے مولانا باری صاحب نے کہا کہ اگر اسی طرح صورتحال ہو تو لوگ ہم سے پوچھیں گے کہ بھائی اب ہم کس کے پاس جائیں ہمارے یہ نمائندے ہمارے کس کام آئیں گے تو یہ ظاہر بات ہے کہ عوام ہم سے پوچھیں گے اور ہم نے عوام کے تحفظ کیلئے بڑے بڑے کام شروع کیے ہیں تو یہ حالات ہمارے لئے پیدا ہو جاتے

ہیں اور ہم عوام سے بھی اس معاملے میں تعاون چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آپ تعاون کریں لیکن ان بڑے منصوبوں کو ناکام بنانے کیلئے ظاہر بات ہے اندر سے کچھ چھوٹی چھوٹی سازشیں ہو گئی شکریہ جناب پسیکر!

جناب ڈپٹی پسیکر: جی کیپٹن صاحب!

کیپٹن (ر) عبدالحالق اچکزئی (وزیر امورِ خزانہ): جیسے لاءِ اینڈ آرڈر کی بات ہو رہی ہے میرے پاس پوائنٹ بہت موجود ہیں لیکن اس کے اوپر ذکر کرنا چاہوں گا نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم خود گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہوئے اپنے خلاف ہم بول پڑے الحمد للہ یہ ایک اچھا شگون بھی ہے کہ اپنے گریبان میں دیکھنا چاہیے لیکن حقیقت میں جعفر خان مندوخیل صاحب نے کچھ بات کی اور مولانا عبد الوحی صاحب نے بڑی تفصیلًا اس پر بات کی میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ شکایات یا جو پوائنٹ ہم پیش کر رہے ہیں یہ تو اپوزیشن کا کردار ہے اپوزیشن کا جب کام نہیں ہو رہا ہو تو وہ گورنمنٹ کے خلاف بول پڑتی ہے یا گورنمنٹ کی مشینری کے خلاف بول پڑتی ہے ہم کس کوشکایت کر رہے ہیں کیا ہم گورنمنٹ کا حصہ نہیں میں اس صوبے کے اندر ہم سے بھی بالآخر کوئی فورس ہے جس کے پاس ہمیں جانا چاہیے فورس تو ہم ہی ہیں (منتخب نمائندے) اور لوگ ہمارے پاس شکایت لیکر آئیں گے اور ہم نے ہی ان کا ازالہ کرنا ہے لیکن ہم خود رورہے ہیں کہ ہماری بات نہیں سنی جا رہی ہے میرے خیال میں اخلاقی طور پر ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم اس گورنمنٹ کا حصہ بنے رہے وجہ اس کی یہ ہے کہ گورنمنٹ میں رہتے ہوئے میری ایک ذمہ داری ہے اگر میں اس ذمہ داری کو پوری نہیں کر سکتا تو مجھے اُس سیٹ کے اوپر اُس جگہ کے اوپر نہیں ہونا چاہیے کسی اور کوچانس ملننا چاہیے شاید میرے اندرونہ قابلیت وہ صلاحیت نہیں ہے جو میں performance دے سکوں شاید کوئی اور پیدا ہو کہ وہ دے سکیں لہذا میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک افسوس کا مقام ہے اگر ہم خود سب یہاں پر بیٹھ کر اس مسئلے کا ازالہ نہیں کر سکتے ہیں ان مسائل کو address نہیں کر سکتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خود کہتے ہیں کہ پوری اسمبلی almost ایک کیبنٹ ہے یہاں پر ہم سب اس میں ناکام ہو چکے ہیں اور پوری اسمبلی یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکتی ہے Thank you جناب پسیکر صاحب!

جناب ڈپٹی پسیکر: شاہ نواز مری صاحب! جب یہ قرارداد ختم ہو اس کے بعد انشاء اللہ۔ ابھی آپ اور کارروائی کریں گے۔ مولوی عبدالصمد آخوندزادہ صاحب صوبائی وزیر اپنی قرارداد نمبر 20 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 20

مولوی عبدالصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جنگلی حیات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ یہ ایوان صوبائی حکومت

سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ 29 اکتوبر 2008ء کو ضلع زیارت، ضلع ہرنائی، ضلع پشین اور اس کی یونین کونسل بلوچستان مغیان میں آنے والے ہولناک زلزلے کے متاثرین کی مکمل بحالی اور مکانات کی تعمیر کے لئے فوری اقدامات کرے نیز جن متاثرین کو مکانات کی تعمیر کے لئے معاوضہ نہیں مل سکا ہے اور صوبائی حکومت کو انفرانسٹر کپر کیلئے درکار فنڈ نہیں ملے وفاقی حکومت اپنے وسائل اور بیرون ملک سے ملنے والی عطیات کے ذریعے زلزلہ زدگان کی بحالی کیلئے صوبائی حکومت کو مالی وسائل فراہم کرے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت، افغان پاکستان، صوبائی حکومتوں، غیر سفاری اداروں اور مخیر حضرات کا بھی شکر یا ادا کرتا ہے جنہوں نے زلزلہ زدگان کی بھرپور معاونت کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد نمبر 20 پیش ہوئی۔ محرک اپنی قرارداد کی موزوںیت پر کچھ کہیں گے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: جناب سپیکر! 29 تاریخ کو جوزلہ آیا تھا ضلع زیارت کا علاقہ وام اس کے شام میں، اسکے جنوب میں زردا اور مشرق کے علاقہ میں اس کا مرکز تھا مغرب کا علاقہ خانوزی تھا یہ علاقے زلزلے سے متاثر ہوئے تھے جب وہاں ریلیف کا کام کیا گیا اور اس کے بعد جب سروے ہوا تو اکثر لوگ ریلیف میں مصروف تھے اور کچھ گھرانے جو حقیقی طور پر مستحق بھی تھے امداد سے رہ گئے میں اس کو افغان پاکستان کی غلطی قرار نہیں دیتا۔ جو سروے ہوا ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے نہ ہماری اس پر نیت بد ہے مگر جو لوگ رہ گئے ہیں زیارت میں، خانوزی کے علاقہ میں، ہرنائی میں جہاں بھی میں کہتا ہوں ان کی مدد کی جائے۔ ایوان کو یہ پتہ ہے کہ پرلیس کلب کے سامنے زیارت اور کاریزات کے لوگ بیٹھے ہڑتال پر تھے خانوزی کے علاقے میں بھی ہڑتال ہوئی۔ اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں کے کئی مستحق گھرانے امداد سے محروم ہوئے ہیں بہت کم وسائل اب صوبائی حکومت کو وفاقی حکومت فراہم کر دے تو اس سے ان تینوں اضلاع جوزلہ سے متاثر ہوئے ہیں ان کا مدد ادا کیا جاسکتا ہے۔ شکر یا!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شفیق احمد خان!

جناب شفیق احمد خان (وزیر تعلیم): جناب سپیکر! بلوچستان میں زلزلہ آیا ہے امداد ملی اور فی گھر انہ ساڑھے تین لاکھ روپے بھی ملے ہیں اور تین ارب روپے وہاں کے لوگوں میں تقسیم ہوئے لیکن وہاں دوسوچاں مکمل تعلیم کے سکولوں پر توجہ نہیں دی گئی نہ صوبائی حکومت نے نہ مرکز نے نہ کسی امداد دینے والی ایجنسیوں نے آج چونکہ فروری کی گیارہ تاریخ ہے کیم مارچ کو تمام اسکول کھل جائیں گے تو وہاں میرے سوائے سوٹینٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے وہ سوٹینٹ میں نے کس طریقے سے حاصل کئے ہیں میں نے گورنر صاحب سے بات کی ہے اس سلسلے

میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی وہ کہتے ہیں انشاء اللہ ہو جائے گا یہ بتیں کیونکہ میں یہ لیکن یہ بات قرارداد پر ہو رہی ہے میں کہتا ہوں کہ مولانا صاحب کی یہ قرارداد سو فیصد ٹھیک ہے اس میں یہ بھی ترمیم کی جائے کہ جو اسکوں زلزلے سے متاثر ہوئے ہیں ان کی روپیز کے لئے ان کی تعمیر کے لئے بھی شامل کیا جائے۔ اس کے لئے کسی حکومت نے کسی ادارے نے کوئی پیسہ نہیں دیا ہے ہمارا جو پی ایس ڈی پی بنائے ہوں وہ پرانا ڈی ایس پی ہے وہی چلا کیں گے اس میں جاری اسکیموں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اسکوں کی مد میں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے نہ میں کوئی اسکوں آپ گریڈ کر سکتا ہوں اور نہ اس وقت میں کوئی نیا پرائمری اسکوں بنائے ہوں کوئی شہر کے تینیں نیصد اسکوں تباہ ہو چکے ہیں پشین، لورالائی، ٹرب، قلعہ عبداللہ اور چن کے اسکوں زلزلے سے بہت متاثر ہوئے ہیں اس سلسلے میں میری گزارش ہے جو میں نے ان کو حساب بنا کر دیا ہے سات کروڑ ان کے لئے ضرورت ہے فناں ڈیپارٹمنٹ کے پاس جب ہم جاتے ہیں ان کے سیکرٹری صاحب بھی اس راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں اس کے لئے فناں منسٹر کمزور ہے یا سیکرٹری زور ہے جس کی وجہ سے ہمارے کیس رکے ہوئے ہیں۔ فناں منسٹر صاحب اس کو سنیں یا نہ سنیں میں یہ بات ریکارڈ پر لارہا ہوں جتنے بھی ہمارے ادارے ہیں ہمیتھے ہے ایک یکلپر ہے یہاں صوبے کے اٹھائیں کے اٹھائیں مجھے زبوں حالی کا شکار ہیں۔ سیکرٹریٹ میں چلے جائیں ان کے کروں کی حالت دیکھ لیں جتنے ہمارے افسر ہیں آپ دیکھیں جیسے وہ کسی مرغی کے ڈرے میں بیٹھے ہوئے ہیں تو میں حکومت کے ساتھ ساتھ مرکز سے بھی مطالبہ کرتا ہوں وزیر اعلیٰ سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ خدارا اس طرف توجہ دیں تمام ساتھی میرے پاس آتے ہیں کہ ہمارے اسکوں کی حالت خراب ہے کارپٹ نہیں ہے ٹاٹ نہیں ہے کچھ سامان نہیں ہے جب میں وہاں سیٹ پر بیٹھا کرتا تھا تو یہ رونا میرا ہوتا تھا میں مولانا واسع صاحب سے کہتا تھا کہ کوئی اچھے کام کرو۔ لیکن آج مجھے خود شرمندگی ہو رہی ہے کہ میں اس سیٹ پر تو بیٹھا ہوں لیکن آج تک میں کوئی کارنامہ سر انجام نہیں دے سکا ہوں۔ میں نے اب تک میں اضلاع کے دورے کیے ہیں وہاں جو حالات دیکھیے ہیں خدا واحد شاہد ہے میں بڑی مجبوری کی حالت میں بیٹھا ہوں آپ یقین جانیں اگر یہی پوزیشن رہی انہوں نے کوئی کام نہیں کیا ہے اور اب بھی اسی کی بھینٹ چڑھتا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں اگر فناں منسٹر صاحب اس پر توجہ نہیں دیں گے تو تعلیم کا کیا ہوگا دوسراے بل تو بہت جلد ریلیز ہوتے ہیں اس پر توجہ دیں وہ دیکھیں ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی کوئی چیز اگر وہاں جاتی ہے اس کو بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں نہ کوئی آج تک روپیز کا پیسہ دیا ہے اسکوں کھل جائیں گے تو بعد میں میں کیسے روپیز ہونگے ابھی تک اس کا کوئی پیسہ مجھ نہیں ملا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہاں کے زلزلہ زدگان کے علاوہ بلوچستان کی موجودہ صورت حال کے لحاظ سے

محھے ایجوکیشن کے لئے ایک سپیشل فڈ دیا جائے اور اس کو آئندہ آنے والے بجٹ کو ایجوکیشن کا بجٹ بنایا جائے ہیلائٹ کا بجٹ بنایا جائے آپ ہیلائٹ کی حالت بھی جا کر دیکھ لیں ہمارے بی ایچ یونسٹر جا کر دیکھ لیں وہ بھی ابتر حالت میں ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس قرارداد کو بھاری اکثریت سے منظور کیا جائے اور اس ترمیم کے ساتھ ہو بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی زمرک خان!

انجینئر زمرک خان (وزیریال): جناب! مولوی صمد صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں یہاں بلوچستان میں 29 تاریخ کو زلزلہ آیا میرے خیال میں میرے بھائی نام مبرہ وہاں گئے ہیں دورہ کیا ہے ہم ان کے دکھ درد میں شریک ہوئے ہیں۔ جو امداد تین ارب روپے کے قریب ان کو ملی ہے اس کا بھی پتہ ہے لیکن مولوی صاحب نے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا ہے کہ جو ایک ہڑتالی کیمپ وہاں لگا ہوا تھا وہ رود ملازی کا تھا زیارت والوں کا بھی تھا ہر نانی والوں کا بھی احتجاج تھا ان سب کا مطالبہ اصل میں یہ تھا جو سروے ٹیم وہاں گئی تھی وہ فوج کے نمائندے تھے ایف سی کے تھے ہمارے رویوادالے تھے جو زلزلہ والوں کی اسٹیمپیٹ لگاتے تھے اصل بات یہ تھی کہ وہاں کے جور بہنے والے لوگ تھے وہ وہاں سے نکل گئے تھے ریلیف کے لئے یاددا لینے کے لئے وہ گھروں پر نہیں تھے جو موجود تھے ان کے نام لکھ لیے اور جو موجود نہیں تھے وہ رہ گئے کسی سے پوچھا نہیں ہے ہماری تو ایک بلوچ پشتون ثقافت ہے کہ عورتیں گھر سے باہر نکلنی نہیں ہیں کہ وہ آ کر اپنا نام درج کرائیں کہ ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے کہ ہمارے گھر تباہ ہوئے ہیں یا ہمارے لوگ مر گئے ہیں اس وجہ سے یہ لوگ رہ گئے ہیں۔

ابھی انہوں نے ہڑتالی کیمپ لگائے ہوئے ہیں تین مہینے سے تو یہاں رود ملازی کا ہڑتالی کیمپ لگا ہوا تھا پھر وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ہم لوگوں نے اس کے متعلق بات کی انہوں نے ٹوٹل سروے نہیں کیا ہے انہوں نے کہا جو درخواست دے گا ہم اس کا سروے کریں گے پھر ہم نے ان کو لست مہیا کی ہے کیپن صاحب والی بات ہے کہ ہم پھر کس سے شکایت کریں خود گورنمنٹ ہیں اور گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں اس کے لئے ہم کل بھی گئے تھے اس کے متعلق میں نے تین لسٹیں پیش کیں کہ یہ لوگ رہ گئے ہیں پراویل ڈیز اسٹرڈیپارٹمنٹ ہے اس کی یہ تمام ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کا سروے کرے تو ہم گزارش کرتے ہیں کہ کچھ ایسے بھی حالات ہو گئے ہیں جو لا اے اینڈ آرڈر کی بات ہے اس کے متعلق تو بعد میں بات کریں گے یہ تمام معاملات پہلے والی گورنمنٹ کے تھے اب ہم ان کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے جو یہاں بھی مسئلہ ہوا ہے زلزلہ کا اس کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے اس کے متعلق جب ہم ڈی سی او کوفون کرتے ہیں وہ ملتا نہیں ہے جب ہم ناظم صاحب سے بات کرتے ہیں کہ

ڈی سی اوصاہب ہماری بات نہیں سنتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایف سی والے کرتے ہیں اور ایف سی والے کہتے ہیں کہ آرمی والے کرتے ہیں ابھی ہم ان کی امداد کس طرح سے کریں۔ ایجوکیشن کے متعلق بات کی گئی ہے وہاں اسکول تباہ ہو گئے ہیں ہسپتال تباہ ہو گئے ہیں اور وہاں پر کوئی چیز بھی ثابت حالت میں نہیں ہے لیکن پہلے ہم ان کے حالات ٹھیک کر دیں وہاں اسکول کے بچے کہاں سے آئیں گے جو آپ ان کو گھر نہیں دیں گے ان کے حالات ٹھیک نہیں کریں گے تو وہاں کوئی رہے گا نہیں جب لوگ رہیں گے ان کو روزگار ملے گا وہ ایجوکیشن حاصل کریں گے پھر ہمارے ہسپتال آباد ہونگے وہاں پر مریض جائیں گے ان کا علاج کیا جائے گا ہم وہاں پر پانی دے سکیں گے واٹر سپلائی بنائیں گے اگر ایک علاقہ خالی ہے لوگ وہاں سے شفت ہو گئے ہیں کوئی ہرنا لی سبی چلا گیا ہے کوئی کوئی چلا آیا ہے تو وہاں کیسے آبادی ہوگی اس کے لئے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارا جو پراوشل ڈیز اسٹرمنچنٹ آفس ہے وہ اس پر غور کر کے وہاں جلد از جلد سروے کرے وہاں کے لوگوں کی بحالت کے لئے جلد از جلد انتظامات کرے ان کو وہاں شیلٹر مہیا کرے تو وہاں اسکولوں پر بھی کام کرایا جائے اسکولوں کو بحال کیا جائے میں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور اس کے لئے دوسرے دوستوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس قرارداد کی بھرپور حمایت کریں۔

جناب ڈپی سپیکر: جی کیپین صاحب!

کیپین (ر) عبدالخالق اچنزا (وزیر امور نوجوانان): جناب سپیکر! ایک پاؤ نٹ ایجوکیشن کے حوالے سے ہے میں اس کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی، پشوں آباد کی آبادی تقریباً چار لاکھ ہے اس علاقے سے پہلے بھی ممبر آئے ہیں منظر آئے ہیں اس سے پہلے وہاں نہ تو کوئی مفتی محمود کے نام سے اسکول بنانے والی خان کے نام سے نہ صمد خان اچنزا کے نام سے محترم وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اپنے بھائی ڈاکٹر یوسف کے نام سے ایک اسکول بنوادیں تاکہ کوئی وہاں یہ کہہ سکے کہ یہاں پر کوئی انسان رہتے ہیں ان کی دیکھ بھال بھی ہو رہی ہے۔ لہذا وزیر تعلیم سے گزارش ہے کہ مہربانی فرمائ کر پشوں آباد کی چار لاکھ آبادی کے لئے ایک اسکول بنوادیں۔ شکریہ!

جناب ڈپی سپیکر: جی منسٹر فناں!

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): شکریہ جناب سپیکر صاحب! قرارداد نمبر 20 جومولانا عبدالصمد صاحب نے پیش کی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے خود مطالبہ کیا تھا جب میں نے نواب صاحب کے ساتھ اس علاقے کا دورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ جتنی بھی امداد کے لئے لٹھیں بنی

ہیں وہ فوج کی نگرانی میں دے دیں وہ بنائے یہ وہاں کے لوگ کہہ رہے تھے۔ اس میں جناب پیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب بھی اس بات کی تقدیر کریں گے کہ اس دفعہ وہاں زلزلہ زدگان کو اتنا کیش ملا ہے ریلیف ملا ہے میرے خیال میں اس سے پہلے کہیں بھی کسی علاقے کو نہیں ملا ہے۔ اس کے لئے نواب صاحب پرائم منستر صاحب کے پاس گئے تھے ان سے جو پیسے ملے ہیں وہ ہمیں معلوم ہے اور نواب صاحب نے وہاں ضد کیا تھا کہ ہم نے ان کو وہاں ایک ہی دفعہ دینا ہے دوارب نو کروڑ پرائم منستر نے ان کے لئے دیئے۔ باقی ان کا خود مطالبہ تھا کہ وہاں لٹیں فوج کی نگرانی میں بنائی جائیں۔ یہ مولانا صاحب کو اچھی طرح یاد ہو گا وہاں ڈسٹرکٹ ناظم بھی تھے سب افران موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھے میٹنگ ہوئی انہوں کو کہا کہ جہاں بھی نقصانات ہوئے ہیں مکانات damage ہوئے ہیں ان تمام کی نشان دہی کی جائے اس کے علاوہ ہم نے نواب صاحب سے بات کی انہوں نے کہا کہ جو اس کے علاوہ رہ گئے ہیں ان پر نظر ثانی کریں گے۔ اسکو لوں کا جناب پیکر! یہ ہے کہ میں نے اپنے آزربیجان ممبر سے کہا ہے اس سے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ اسکو لوں کے جتنے بھی کام ہیں آپ آئیں آپ کے سیکریٹری آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں میٹنگ کریں اس کے بعد اگر کوئی مسئلہ آپ کا حل نہیں ہوا تو بعد میں ہم اس کے ذمہ دار ہیں مگر نو مہینے سے یہ بالکل نہیں آ رہے ہیں اس کے لئے آپ رونگر دیں وہ آئیں ہمارے ساتھ میٹنگ کریں۔

جناب ڈپٹی پیکر: جی اسفندیار!

جناب اسفندیار خان کا کڑ (صوبائی وزیر): جناب! مولانا عبد الصمد صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور اس سلسلے میں مولوی صمد صاحب کو یہ تحریک بہت پہلے پیش کرنی چاہئے تھی کیونکہ زلزلے کو تو بہت عرصہ گزر چکا ہے ہم حمایت کرتے ہیں لیکن اس کے متعلق یہ ہے کہ ہماری دو یونین کو نسلیں جو کا ریزات ایریا میں آ رہی ہیں (بوستان اور مفتیان) ان کا سروے دوبارہ ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ زیارت کا ایریا اور جو ہر نائی کا ایریا ہے اور اسی کا ریزات کا صحیح طریقے سے سروے نہیں ہوا ہے اس کے متعلق ابھی تک لوگ ماہی کی حالت میں ہیں آپ ان علاقوں کو چیک کر سکتے ہیں۔ دوسری بات جب ہم وہاں اپنے عوام کے پاس جاتے ہیں وہ یہ بات کرتے ہیں کہ ری سروے کیا جائے کہ اتنے فذر زانتی ڈویشن آئی ہے ہمارے بلوچستان میں زلزلہ زدگان کے لئے۔ لیکن اس کی روپرٹ/تفصیل نہ اسمبلی میں نہ کسی اور کوئی گئی ہے نہ ہم تک پہنچی ہے مہربانی کر کے اس کو یہاں لانا چاہئے کہ جو یہاں کے عوام کی شکایات میں انکو ختم کیا جائے۔ جیسے ہمارے شفیق صاحب نے کہا ہے کہ ہم تعلیم کے سلسلے میں ویسے بھی پیچھے رہ چکے ہیں اور بلوچستان کے کچھ مخصوص

علاقوں میں وہ بالکل پیچھے ہیں تو اس حوالے سے میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اس زنس لے کی وجہ سے مزید پیچھے ہو گئے ہیں مہربانی کر کے وہاں جو اسکول ہیں ہسپتال ہیں اور دیگر سرکاری عمارات ہیں ان کو دوبارہ بہتر حالت میں لا لیا جائے۔ میں ان زنس لے زدہ علاقوں میں کام کرنے کے لئے بہت مشکور ہوں گا۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا شفیق احمد خان کی تراجمیں کے ساتھ یہ قرارداد منظور کی جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی) ابھی قرارداد منظور ہو گئی آپ سب تشریف رکھیں۔ شکریہ!

غیر سرکاری قرارداد دیں

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ جعفر خان مندوخیل اپنی قرارداد نمبر 7 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 7

شیخ جعفر خان مندوخیل: قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ بلوچستان کو ملک کے دیگر صوبوں کے برابر لانے کے لئے صوبے کی ترقی میں درپیش ذیل رکاوٹوں کو ہنگامی بنیادوں پر دور کرنے کے اقدامات کو تینی بنایا جائے۔

(i) ملک کے تمام وسائل آبادی کے ساتھ ساتھ رقبہ اور پسمندگی کی بنیاد پر تقسیم کو تینی بنایا جائے۔

(ii) صوبہ سرحد کو بھلی سرچارج کی طرح گیس سرچارج آمدنی صرف اور صرف بلوچستان کو دی جائے۔

(iii) سال 2007ء میں وفاقی حکومت کی جانب سے منظور کردہ ڈیرہ اسماعیل خان تاثوب 132000 کے وی ٹریمیشن لائن فنڈ زکی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہ ہونے کی رکاوٹ دور کرتے ہوئے اس منصوبہ پر کام شروع کرنے کیلئے فنڈ زکی فراہمی کو تینی بنایا جائے۔

(iv) کچھی کینال کی تعمیر کو مقررہ مدت میں مکمل کیا جائے۔

(v) لورالائی کے لئے صدر پاکستان کا اعلان کردہ یونیورسٹی اور میڈیکل کالج کی جلد از جلد تعمیر کو تینی بنایا جائے۔

(vi) کوئی ٹیکنالوجی تاڈیرہ اسماعیل خان، تلمعہ عبداللہ تا اولہل، حب، سبی تاڈیرہ مراد جمالی روڈ کو جلد از جلد تعمیر کرایا جائے۔

(vii) وفاقی حکومت کے اعلان کردہ 31 دسمبر 2007ء تک صوبہ بھر کے گاؤں کو بھلی مہیا کرنے کا حدف تاحال مکمل نہیں ہوا ہے۔ لہذا اعلان کردہ وعدے کے مطابق صوبہ بھر کی دیہاتوں کو بھلی کی جلد از جلد فراہمی کو تینی بنایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپریکر: قرارداد نمبر 7 پیش ہوئی۔ محکم اپنی قرارداد کی موزونیت پر کچھ بولنا چاہیں گے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب! میں pointwise اس پر بولوں گا۔ اس وقت این ایف سی ایوارڈ میں آپ کو پتہ ہے کہ دنیا کا واحد ملک پاکستان ہے جس میں صرف آبادی اور آبادی کو criteria بنایا گیا ہے تقسیم کے ذرائع کا، اور دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے۔ یہ صرف میں سمجھتا ہوں کہ ایک صوبے کی زور آوری یا ان کی آبادی کی بالادستی یا ان میں حکومت کا زور یا دوسری وجوہات اُس کی وجہ سے انہوں نے یہ ہٹ دھرمی برقرار رکھی ہوئی ہے۔ لہذا جو دوسرے صوبے ہیں وہ متاثر ہو کر غریب سے غریب تر ہو رہے ہیں اور ایک صوبہ امیر سے امیر تر ہو رہا ہے۔ مجھے ان کے امیر ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ but میں سمجھتا ہوں جو بھی محاصل ہیں ان کی تقسیم کو منصفانہ بنایا جائے۔ صرف یہیں ہے کہ جیسے ہمارے ہاں اگر تقسیم ہوتی ہے اور بڑا بھائی کہتا ہے کہ حق سب بڑے بھائی کا بنتا ہے چھوٹے بھائی گھر چلے جائیں ان کا کیا حق بتا ہے۔ والد کا بڑا وارث تو میں ہوں آج بھی آبادی کی تقسیم تقریباً انہوں نے اسی طرح بنائی ہے وسائل کی تقسیم انہوں نے اسی طرح بنائی ہے۔ بڑا بھائی کہتا ہے کہ پیسوں کے اوپر میرا حق ہے چونکہ سب سے زیادہ آبادی میری ہے۔ لہذا دنیا کے کسی بھی این ایف سی ایوارڈ میں یا جو وسائل کی تقسیم ہے یہ کہیں نہیں ہے کہ ایک criteria بنایا جائے soel criteria جو انہوں نے بنایا ہے ”آبادی کی بنیاد پر تقسیم“، اس کو ختم کر دیا جائے۔ اُس میں بھی دیکھا جائے اُس میں ایریا بھی دیکھا جائے۔ اُس میں tax collections بھی دیکھی جائیں تب یہ منصفانہ تقسیم بن سکتی ہے اور اس بات کو مترمنہ نے 1996ء کے بجٹ میں بھی تسلیم کیا تھا۔ بلکہ وہ final جس میں criteria change ہونا تھا نہیں ہوا۔ پھر اُس کے بعد کسی elected government نے کوئی بھی قرارداد پیش نہیں کی ہے یا کوئی بھی این ایف سی پیش نہیں کی ہے۔ صرف non-elected government نے یا گران گورنمنٹ پیش کرتی آ رہی ہے جس کی وجہ سے یہ مسلسل چلا آ رہا ہے۔ نمبر دو جناب! صوبہ سرحد کو بجلی کے سرچارج کی مدد میں جتنی بھی آمدن ہوتی ہے وہ صوبہ سرحد کو ملتی ہے ہمارے بلوچستان کے ساتھ یہ نا انصافی ہو رہی ہے اس سلسلے میں جو گیس کا سرچارج ہے وہ well head کے اوپر تقسیم کر رہا ہے۔ یعنی جس کنوئیں سے جتنی گیس نکل رہی ہے اُس حساب سے یہ تقسیم کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی گیس مہنگی نکلتی ہے ہماری سوئی کی گیس پاپیر کوہ یا لوٹی کی گیس وہ سستی نکل رہی ہے۔ لہذا یہ سرچارج یا منافع یہ صرف ہماری گیس سے آمدی پیدا ہوتی ہے۔ اُنکے تو ایسے علاقے ہیں جو قیمتِ خرید جو قیمت

production ہے وہ قیمت فروخت سے کم ہے لہذا نقصان میں جا رہے ہیں۔ یہ جو برابر تقسیم ہے اس کو ختم کر دیا جائے جو کنواں جتنا منافع کرے اُن کے اوپر اُس منافع کے حساب سے تقسیم کیا جائے اب جو ہورہا ہے کمائی ہم کر رہے ہیں اکثریت ہمارا ساٹھ فیصد سندھ کے پاس چلا جاتا ہے اگر پنجاب میں کوئی گیس ہے اُن کے پاس چلا جاتا ہے۔ انکو ان کی اپنی کمائی کے حساب سے دیا جائے اور آج کل کی جو فروخت کا rate ہے اُس کے حساب سے اُن کی تو کوئی کمائی نہیں ہے کمائی صرف ہماری گیس سے ہوتی ہے یہ calculated ہے۔ اور 1996ء کے ایوارڈ میں ہمارے ساتھ انہوں نے یہ بات تسلیم کی ہوئی ہے فناں نسٹر اگر ہوں تو وہ یہ سمجھ جائیں گے۔ پتہ نہیں یہ سمجھتے بھی ہیں یا نہیں تو ان چیزوں کو اگر وہ دیکھ لیں وہ already اُس میں موجود ہیں جس میں فیڈرل گورنمنٹ اور صوبہ سندھ نے ہمارے ساتھ تسلیم کی ہوئی ہے کہ یہ گیس کے وسائل جس صوبے سے جتنی آمدن ہوگی وہ اس صوبے کو دی جائے گی اس کے برعکس ایک دوسرا پھر ہمیں نقصان ہو رہا ہے رائٹی جو ساڑھے بارہ فیصد کے حساب سے ہر well head کے اوپر ملتی ہے۔ ہماری گیس چونکہ ہم مستی دے رہے ہیں let us say اگر ہم لوگ سوروپے یونٹ دے رہے ہیں تو ہمیں سوروپے پر ساڑھے بارہ روپے رائٹی ملتی ہے۔ سرچارج الگ ہے رائٹی الگ ہے اگر کوئی دوسرا صوبہ دوسو میں produce کر رہا ہے اُن کو چھپیں روپے رائٹی مل رہی ہے۔ اُن کو ہنگی گیس produce کرنے پر رائٹی double مل رہی ہے تین گناہ مل رہی ہے لہذا رائٹی بھی منافع کے حساب سے رکھی جائے۔ بھائیوں میں بھی تقسیم ہوتی ہے۔ وہ بھائی زیادہ کھاتا ہے جو زیادہ کما تا ہے وہ بھائی کم کھاتا ہے جو کم کما تا ہے ہماری کمائی تو یہی ایک گیس ہے اور ہمارے ساتھ کچھ نہیں ہے نہ آبادی ہے نہ دوسرا ہے نہ تیسرا ہے یہ تفصیل این ایف سی کی books میں موجود ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ تسلیم کی ہوئی ہے۔ میں نسٹر فناں صاحب کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ وہ اگر پرانی فائلیں دیکھ لیں اُن میں یہ دونوں چیزیں تسلیم شدہ ہیں۔ اور یہ ژوب ڈیرہ اساعیل خان 132kv کی لائن کافی عرصہ سے، اس کا اگر آپ کے علم میں ہو بلکہ آپ نے اس پر تجویز بھی پیش کی ہے حقیت میں 132kv کی بجائے آج کل کی ضروریات کے مطابق چونکہ صوبے کی ضروریات بڑھ گئی ہیں اس وجہ سے اسکو 220kv کر دیا جائے تاکہ یہ تمام northern area کوئٹہ تک یا جو دوسرے ہیں ان سب کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ آج massive لوڈ شیڈنگ سب سے زیادہ صوبہ بلوجستان میں ہو رہی ہے جب ہم واپڈا سے بات کرتے ہیں وہ کہتی ہے ہماری capacity نہیں ہے ہمارے پاس بجلی اتنی ہی آتی ہے۔ دادو خضدار ہے وہ complete ہونے سے رہ گئی ہے کوئٹہ، یہ بولان سے جا کر کے سندھ تک جاتی ہے اُس پر high load

ہوتی ہے۔ اور اس کی بھی capacity کم ہے۔ یہ capacity نہیں ہے جو آج ہماری ضروریات کو پوری کر سکے۔ تو فیڈرل گورنمنٹ نے بارہا ہمارے ساتھ تسلیم کی ہے۔ اور سابقہ حکومت، میں کہتا ہوں کہ اگر لاءِ اینڈ آرڈر سابقہ حکومت کی غلط پالیسی کی وجہ سے ڈپٹی کمشنر کے اختیارات چھینے کی وجہ سے خراب ہوا ہے تو میں یہ ان کے اچھے کارنا میں میں گناوں گا کہ یہ اعلان کیا تھا اور اس کے باقاعدہ ٹینڈر ہونے والے تھے کہ بھی ہو جائے گا۔ فرض کرو کہ اگر اس disturbance کو کوئی alternate source ہوتی ہے تو بھی آپ کا سلسہ جاری رہے گا ختم نہیں ہوگا اور جودوسری ضروریات کم ہیں آج واپڈا کہتی ہے کہ ہمارے پاس capacity نہیں ہے production capacity ہماری لائن کی نہیں ہے وہ بھی پوری ہو جائے گی۔ اور یہ ویسے بھی پر امن علاقہ ہے پوری زندگی میں آج تک کسی نے کوئی تاریخیں کاٹا ہے۔ ورنہ لکھماں اڑانا یا پول اڑانا یہ تو ادھر ہے نہیں دوسرا facility اس کی یہ ہے میں سمجھتا ہوں اس صوبے میں سابقہ حکومت نے جو سب سے اچھا کام کیا ہے وہ پچھی کینال جناب! یہ منصوبہ ایوب خان کے زمانے سے چلا آ رہا ہے پٹ فیڈر کے بعد پچھی کینال جو تو نہ سے آئے گی ڈیرہ بگٹی سے ہوتے ہوئے آخر جا کر کے سبی تک یہ پورے ایریا کو سیراب کرے گی اور سات لاکھ ایکٹھ آباد کرے گی۔ سات لاکھ ایکٹھ آپ کی آباد ہو جائیں تو ہم کو پنجاب کی گندم کی ضرورت نہیں پڑتی ہے ہمیں کسی اور کی منت نہیں کرنی پڑتی ہے ایک ایکٹھ کے اوپر آپ دو آدمیوں کو بھی آباد کر دیں چودہ لاکھ لوگ آباد ہو جائیں گے۔ آج بھی اگر آپ دیکھ لیں صوبے میں اگر آبادی اگر کھڑی ہے تو وہ پٹ فیڈر کے کنارے ہے تو پچھی کینال اتنا ہم منصوبہ ہے تھوڑا بہت لاءِ اینڈ آرڈر کے مسئلے ان میں پڑ گئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ اس میں سختی کرے۔ ایف ڈبیو او کو یہ کام تو اسی بنیاد پر دیا گیا ہے کہ وہ ذرا زیادہ tough ہیں فوجی ہیں۔ نہ لڑائی سے ڈرتے ہیں نہ دوسرے سے وہ ذرا ہمت کر کے اس منصوبے کو مکمل کر لیں تاکہ اس صوبے کا، جس کے اوپر پچاس ارب سے زیادہ خرچ آچکا ہے۔ یہ منصوبہ مکمل ہو جائے تو صوبہ اس سے مستفید ہو گا اور نہ راجن پوریا ان علاقوں تک جو لائن آچکی ہے پنجاب والے اس سے مستفید ہوں گے، آگے جس کے لئے لانی تھی اُن لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ گا۔ لورالائی میں پریزیڈنٹ صاحب نے ریفرنڈم کے موقع پر اعلان کیا تھا میں سمجھتا ہوں اُن کو خود پورا کرنا چاہیے تھا کیونکہ وہ کر سکتے تھے اُس سے رہ گیا ہے مشرف صاحب کی میں سمجھتا ہوں یہ پہلی ذمہ داری بنتی تھی، بہر حال اُنہوں نے نہیں کیا آج میں اس حکومت سے اس ایوان کے توسط سے اکنونوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ایک یونیورسٹی جس کی باقاعدہ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن نے approval بھی دی ہے اور میڈیکل کالج جو کہ صوبے میں اس وقت ایک میڈیکل کالج

ہے تو اس کی میں سمجھتا ہوں کہ تعمیر فوری طور پر ہونی چاہیئے تاکہ آپ کی جو امکانیں میں کمی ہے یا آئے روز بلوچستان یونیورسٹی میں یادوسرے تعلیمی اداروں میں اگر بڑھتے ہے اور وہ بند ہوتے ہیں۔ وہ ایک سائیڈ پر ہے بند نہیں ہو گی جیسے کہ لبسیلے یونیورسٹی کامیابی سے چل رہی ہے کبھی بند نہیں ہوئی ہے وہ بھی شاید اس سے بہتر چلے۔ روڈز پروجیکٹس، سوارب سے زیادہ ہمارے روڈز پروجیکٹس اس وقت زیر تعمیر ہیں اگر آپ دیکھ لیں آپ خود جب اپنے گھر جاتے ہیں کوئی جس کا میرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلق ہے وہ بھی بند کرنے والی ہے۔ اور کوئی قلات روڈ جس پر ہمارے منشی صاحبان روزانہ جاتے ہیں اُس کی بھی وہی حالت ہے کہ ایک کمپنی بھاگ گئی ہے اُس کا تو اسی میں بارہاڑ کر ہو چکا ہے اُس کو دوبارہ repeat نہیں کروں گا دوسری کمپنی جو بند کرنے والی ہے بلکہ اس نے notices دے دیئے ہیں فنڈ زندہ ہونے یا نہ ملنے کی وجہ سے۔ یہ سب سے اہم روڈ ہے جس پر روزانہ ہم لوگ جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اوپر اُس کا گناہ بھی آتا ہے اور جو لوگ جاتے ہیں میرے اپنے رشتہ داروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور اس کے مساواۓ کوئی ثروت اور ڈیرہ اسما علی خان روڈ جو پریزینٹنسٹ مشرف نے منظور کیا تھا ایشمن ڈولپمنٹ بینک کا منظور شدہ فنڈ ہے وہ قلعہ سیف اللہ تک تو بن گیا ہے اس سے آگے گزوب پھر انہوں نے پتہ نہیں کیا کر دیا ہے ہر چیز میں یہ ڈنڈی مار دیتے ہیں۔ پھر اُسی کمپنی کو جو پانچ ٹھیکے چھوڑ کر کے چلی گئی تھیک دے دیا ہے جس کے اوپر اس ایوان نے بھی اعتراض کیا ہوا ہے کہ پہلے ہمارے تمام پروجیکٹس اس کی وجہ سے بند پڑے ہوئے ہیں آپ نے پھر ان کو دے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُس کو اگر انہوں نے cancel کیا ہے، جو بھی طریقہ گورنمنٹ کرتی ہے اُس کو فوری شروع کر دے۔ ایشمن ڈولپمنٹ بینک کا یہ فنڈ اس سے آپ واقف ہیں اس کی ایک مخصوص limit ہوتی ہے اس کے بعد پھر وہ آپ کو نہیں دیتے ہے اور ہمارے ساتھ اتنے پتے نہیں ہیں کہ تازندگی وہ بند ہو جائے۔ یہ میں ولی خان صاحب کی بات بتا رہا ہوں بھٹو صاحب نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ ایک اچھا بڑا منصوبہ مجھے بتا دیں تاکہ میں اُس کو کروں جس کی آپ کو خواہش ہو۔ ”انہوں نے کہا کہ میں نے یہ خواہش کر دی کہ بھئی یہ ہم لوگوں کے اس صوبے کے ساتھ اس صوبے کے پٹھانوں کا اُس صوبے کے پٹھانوں کے ساتھ رابطہ ہو جائے گا اور دوسروں سے اچھا رابطہ ہو جائے یہ بنادیں“، لیکن پتہ نہیں وہ فائل کدھر گیا آج تک نہیں ہو سکا۔ لیکن آج جب اس کے اوپر تمام منظوریاں آگئیں اب کسی ٹھیکیدار کو نواز نے کے لئے کسی کمپنی کو نواز نے کے لئے بارہا تی دیر کر رہے ہیں دو سال already گزر چکے ہیں اس فنڈ کے قلعہ سیف اللہ سے لے کر کے مسلم باغ کا portion آپ نے دیکھا ہو گا وہ تقریباً

مکمل ہو گیا ہے یہ بھی اس کے ساتھ مکمل ہونا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل ہائی وے والے اس میں اپنی ڈنڈی مارنے کی وجہ سے کوئی ایسا طریقہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یہ فنڈ کسی نہ کسی طرح اس کی مد میں چلا جائے یا کسی اور کی مد میں چلا جائے اس کے اوپر فوری طور پر میرے خیال میں کام کرنے کی ضرورت ہے کہ اسے فوری شروع کیا جائے۔ اگر آپ دیکھ لیں یہاں سے بولان تک ظفر اللہ جمالی صاحب کے وقت میں انہوں نے کیا تھا گواہ ر سے جو روڈ آ رہا ہے اس اسمبلی کو نیشنل ہائی وے والوں نے بریفنگ دی ہے کہ اس کا ہمیں فنڈ نہیں ملتا ہے۔ جو پنجور والا روڈ ہے وہ بند کر دیا ہے اور جو گواہ والا روڈ ہے وہ بند کر دیا ہے جو گلو و الاروڈ ہے وہ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ لہذا فنڈ زکی فراہمی موجودہ حکومت کی یہ کمٹنٹ بھی ہے کہ فنڈ زکی عدم دستیابی کی وجہ سے صوبہ بلوچستان چونکہ فنڈ زکی فراہمی موجودہ حکومت کی already بہت پسمندہ صوبہ ہے اس کے اوپر کٹ نہیں لگائی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کٹ ہمارے اوپر نہ لگائی جائے اور ہمارے ان منصوبوں کیلئے فوری طور پر فنڈ فراہم کر کے دوبارہ تعمیر شروع کی جائے۔ یہ تو پچھلی حکومت کا ایک ہدف تھا کہ end 2007 کے تک بلوچستان کے تمام گاؤں کو بجلی فراہم کر دی جائے گی۔ آپ بھی اس سے واقف ہیں اور اس ایوان کے دوسرے ہمارے معزز ممبر ان جو اس وقت بھی موجود تھے وہ تو زیادہ واقف ہیں مختلف جگہوں پر وہ پڑھ چکے ہیں وہ فنڈ زتا حال کسی صورت میں نہیں ملنے ہیں یا وہ مکمل ہونا تھا وہ تا حال مکمل نہیں ہوا ہے بلکہ کویت فنڈ جو سال سے پڑا ہوا ہے ابھی تک اُن کی formalities اُن سے پوری نہیں ہو رہی ہیں میں سمجھتا ہوں وہ واپڈا کی نااہلی ہے۔ over all گورنمنٹ کا ایک target تھا کہ صوبے کے تمام گاؤں کو بجلی دی جائے گی وہ گورنمنٹ کی کمزوری پڑ جاتی ہے۔ لہذا اوفاقی حکومت سے ہم یہ سفارش کرتے ہیں اس قرارداد کے ذریعے سے کہ تمام گاؤں کو، بلوچستان ایک پسمندہ صوبہ ہے جہاں روزگار کا کوئی بھی ذریعہ نہیں ہے کوئی بھی آمدن نہیں ہے لوگوں کے رہنے کے کوئی وسائل نہیں ہیں۔ لہذا اوفاقی حکومت اس منصوبے کو فوری طور پر پایہ تکمیل تک پہنچائے اور اپنی اس commitment کو پوری کر لے کہ ہر گاؤں کو بجلی مہیا کی جائے۔

That's all sir..

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مولوی سرور صاحب!

مولوی محمد سرور موسیٰ خیل (وزیر محنت و افرادی قوت): میں معزز رکن شیخ جعفر خان مندو خیل صاحب کی قرارداد کی ہر لحاظ سے حمایت کروں گا تھوڑے سے اضافے کے ساتھ کہ بلوچستان کا پنجاب سے تین حوالوں سے رابطہ ہوتا ہے ایک نیشنل ہائی وے ڈیرباٹ یا رکشمور نیشنل ہائی وے لورالائی ڈیرب غازی خان اور نیشنل ہائی وے ڈوب ڈی آئی خان۔ لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ پچھلے پندرہ سال سے ڈی آئی خان والی نیشنل ہائی وے پر

کام شروع ہے لیکن عجیب صورتحال ہے کہ وہ مکمل ہی نہیں ہو پا رہی اور جہاں سے شروع کیا تھا ب وہاں سے دوبارہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ یہی حالت لورالائی ڈیرہ غازی خان نیشنل ہائی وے کی ہے جناب سپیکر! پچھلے آٹھ سال سے لوگ ذلیل خوار ہیں میں اس روڈ سے آتا جاتا ہوں مجھے تین دفعہ اتفاق ہوا ہے ایک دفعہ میں نے خود گنتی کی تقریباً تین سو ٹرکیں وہاں کھڑی تھیں جناب سپیکر! آپ خود جانتے ہیں کہ یہاں سے میوہ جات جا رہے ہیں اگر وقت پر منڈی نہیں پہنچتے تو اس سے زمیندار کا کتنا نقصان ہو گا ایک طرف سے تو وہ اس لئے خوار ہو رہے ہیں کہ جھکوں سے بجلی لے لیکر زمینداری کر رہے ہیں دوسروی طرف ان کی فصل جب تیار ہوتی ہے وہ ٹرک میں ڈال کر منڈی تک پہنچانے کیلئے جا رہی ہوتی ہے۔ ہماری ایک ندی ہے ڈب تین دن تک وہ ٹرکیں کبھی اس پر کھڑی رہتی ہیں کبھی سرڈا کی والی ندی پر آٹھ سال سے اس ایریا کے لوگ ذلیل خوار ہیں۔ بارہا کہنے کے باوجود کسی کو کوئی خیال نہیں آ رہا جناب سپیکر! یہ ہمارے لوگ ہیں اور یہ اسمبلی اس صوبے کا نامانندہ ایوان ہے ایک منتخب ایوان ہے ایک معزز ایوان ہے اگر اس کی بھی کوئی نہیں سنتا تو میرے خیال میں صوبے میں کوئی ایسا ادارہ یا کوئی متفقہ نہیں ہے جس کی بات سنی جائے۔ اور اگر ہم ان لوگوں کے لئے آواز نہیں اٹھائیں گے میرے خیال میں پھر ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے کہ ہمیں عوام نے دوٹ دیکر یہاں بھیجا ہے پھر جیسے نامزاں ایوان ہوتا ہے پھر ہماری حیثیت بھی اس جیسی ہوتی ہے جناب سپیکر! پچھلی دفعہ وزیر اعظم صاحب یہاں آئے تھے ہم نے کافی چیخ و پکار کی تو انہوں نے اس روڈ کے لئے چیز میں نیشنل ہائی وے اور سیکرٹری موافقیات کو یہاں بھیجا کہ جی آپ پتہ کریں کہ آٹھ سال سے یہ سلسلہ کیوں جاری ہے تو انہوں نے آ کر کہا کہ جی ٹھیکیداروں کا قصور ہے ہم نے انکو ٹینڈر دیئے اور انہوں نے بعد میں کہا کہ جی اس ریٹ پر ہم کام نہیں کر سکتے۔ اب ہم یہ کام ایف ڈبیو او وائے ہیں یا جو بھی ہے ان کو دے رہے ہیں ان کو دینے کے بعد بھی اس کام کی جو فقار ہے جناب سپیکر! میں اس روڈ پر آتا جاتا ہوں میرے حساب سے جو پر اگر س ہے اس کے مطابق مزید چار سال لگیں گے تو کیا ہم نے ٹھیکہ اٹھایا ہے کہ ہمیں ساری زندگی ڈائیوریشن سے ہو کر جانا ہوتا ہے اس کے علاوہ جناب سپیکر! ہم نے ایک نئی تجویزی تھی جب وزیر اعظم صاحب یہاں تشریف لائے تھے۔ کہ لورالائی سے براستہ مرغ کبزی، موسیٰ خیل، درگ اور تونسہ شریف ایک انتہائی شارٹ راستہ ہے اور اس صوبے کو ایک متبادل نیشنل ہائی وے مل جائیگی۔ جناب سپیکر! لورالائی سے اسکا ٹوٹل فاصلہ 165 میل بتا ہے اس وقت جو راستہ ہے وہ لورالائی، کنگری اور بارکھان سے ہوتے ہوئے ایک بہت بڑے پہاڑی علاقے سے گزرنا ہوتا ہے جس کو فورٹ منڈو کہتے ہیں یہاں اتنی بڑی چڑھائی ہے کہ جو گاڑی یہاں پر دس سال چل سکتی ہے وہ گاڑی اس روڈ پر بیس سال چل سکتی ہے

اور دوسرا بالکل slope ہے اور اس روڈ پر کوئے کے دو بڑے ذخائر ہیں ایک دی کے نام سے دوسرا چالانگ کے نام سے ابھی تو اور بھی ذخائر پیدا ہو رہے ہیں اس کے علاوہ چن میں لیکر افغانستان تک جو میوه جات وغیرہ ہیں وہ سارے اسی راستے سے ہو کر گزرتے ہیں پنجاب کی منڈیوں لا ہو، ملتان اور فیصل آباد وغیرہ وغیرہ۔ تو اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے رودز کے جو پرانجیکش ہیں اس میں اور الائی براستہ مرغہ کبزی، درگ، موسیٰ خیل اور تو نسہ شریف۔ جناب پیکر! آپ جب انڈس ہائی وے پر چھڑیں گے تو آپ ڈی آئی خان بھی جاسکتے ہیں آپ ڈیرہ غازی بھی جاسکتے ہیں اور آپ ملتان اور فیصل آباد بھی جاسکتے ہیں جو بہت بڑی منڈیاں ہیں ہمارے زمینداروں کے لئے۔ جہاں تک بھلی کی بات ہے جناب پیکر! آپ کونو دپتہ ہے ہمیشہ شام کو بھلی چلی جاتی ہے اور صحیح کو پتہ چل جاتا ہے کہ جی بولان میں بھلی کا کھبہ اڑا دیا گیا ہے اگر بولان والے کھبؤں کو اڑاتے ہیں اڑانے دوان کا اپنا معاملہ ہے ہمیں ایک تبادل لائے اس سائیڈ دے دے تاکہ اس سائیڈ کے جو زمیندار ہیں یہاں جو رہائشی لوگ ہیں وہ کم از کم پریشان نہ ہوں۔ میں اس قرارداد کی اس اضافے کے ساتھ جو میں نے عرض کیا تھا مکمل حمایت کرتا ہوں بہت شکریہ جناب پیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی) ڈیک بجائے گئے۔

وزیر یمنت و افرادی وقت: جناب پیکر! آپ نے ایک تجویز دی اور پوائنٹ آؤٹ کیا کہ 220 ٹرمیشن لائے کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں 220 ٹرمیشن لائے ترمیم کے ساتھ اس کو منظور کیا جائے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: پیش کریں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکریہ جناب پیکر! یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ کے کم و بیش تمام بلڈوزر اپنی تکنیکی لائف سے کئی گناہ زیادہ کام کرنے کی وجہ سے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ جس سے صوبہ کی زراعت انتہائی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ لہذا وفاقی حکومت صوبہ کی زراعت کے مقاصد میں پانچ سو بلڈوزر فوری طور پر فراہم کرنے کو لیکن بنائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد نمبر 9 پیش ہوئی۔ محکم اپنی قرارداد کی admissibility پر کچھ بولنا چاہیں گے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب پیکر! آپ دیکھیں پچھلے دونوں ایک قرارداد آئی تھی میرانی ڈیم اور سکونی ڈیم کے متعلق کہ وہ 40 ہزار کمائل ایریا ہے وہ اب تک ہموار نہیں ہو رہا ہے۔ ہم نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا حالانکہ

قرارداد نمبر 9

یہ ایک عجیب بات ہے کہ وفاقی حکومت کس طرح یہاں بلڈوزر چلانے گی اور منشرا میگر لیکھنے اس کو تسلیم کیا کہ ہمارے بلڈوزروں کی یہ حالت ہے کہ وہ چلانے کے قابل نہیں رہے بلکہ میں سمجھتا ہوں یہ دونوں بڑے منصوبے جو اس وقت 8 یا 9 ارب روپے کی لاگت سے تعمیر ہوئے وہ ضائع ہو جائیں گے۔ اس کے ماسوائے اگر منصوبے کی حالت دیکھ لیں جس میں آپ کا اپنا ضلع اور ان تمام ممبران کے اضلاع شامل ہیں۔ اس وقت بلڈوزروں کی یہ حالت ہے کہ چلنے کے قابل نہیں ہیں بلڈوزر ہا اور اپنے ایم پی اے فنڈز میں سے یا کوئی سینیز ہمیں provide کرتا ہے یا کوئی ایم این اے یا لوگ پیسے جمع کرتے ہیں کہ ہمیں بلڈوزر فراہم کئے جائیں۔ وہ بلڈوزر available نہیں last available D6-B-D6-76-75-1975ء میں آئے تھے جنکے سیر میل بھی ہو چکے ہیں اگر کسی کو کہہ دیں کہ بلوچستان والے آج بھی ان کو چلا رہے ہیں وہ کہیں گے کہ بڑی ہمت ہے ان لوگوں کی کہ آج تک ان بلڈوزروں کو چلا رہے ہیں یہ absolute ہو چکے ہیں ان کی لائف گز رگنی ہے ہر مشین کی ایک لائف ہوتی ہے جیسا کہ انسان کی عمر آج کے حساب سے زیادہ سے زیادہ 80 یا 100 سال ہوگی۔ ابھی آپ کسی کو کہہ دیں کہ میں 300 سال تک آپ کو زندہ رکھوں گا تو ان کو اس طریقے سے تین سو سال تک زندہ رکھنا وہ بجائے کام ہونے کے خرابی زیادہ ہو رہی ہے بجائے فنڈ زکام پر لگنے کے وہ ان کی مرمت پر زیادہ لگ رہے ہیں۔ ویسے بھی وفاقی حکومت کا ایک منصوبہ بچھلے دس سال سے کہ وہ منصوبہ بلوچستان کو بلڈوزر فراہم کر گی جس میں میں نے پہلے نیشنل ہائی وے کا ذکر کیا کمیشن مافیا جو ہے اڑا ہوا ہے مجھے یاد ہے کہ چائنا کی ایک ٹیم گئی انہوں نے وہاں سروے کیا کچھ مشینوں کو پسند کیا پھر اسلام آباد میں ایگر لیکھر ڈیپارٹمنٹ میں کوئی جھگڑا ہو گیا کوئی گڑ بڑھ کیمیشن کے اوپر کہ کون کتنا کمیشن لے اور کون کتنا کمیشن لے۔ وہ منصوبہ ڈیلے ہوتا ہے یہاں تک آگیا آج بھی جاپان کی ایک ٹیم جا چکی ہے اس کے سروے کے لئے وہ اسی طرح پڑی ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں اس منصوبے میں روزگار نہیں ہے۔ مال مویشی تھے وہ خشک سالی کی وجہ سے مر گئے۔ کوئی کان دو تین اضلاع میں ہیں جہاں تھوڑی بہت مزدوری ہوتی ہے۔ یہاں لوگوں کا میں پیشہ زراعت ہے جب تک آپ زراعت پر مکمل توجہ نہیں دیں گے اس منصوبے میں خوشحالی نہیں آ سکتی اور نہ ہی یہ سرکاری نوکریوں سے جو ہم 200 پوسٹوں کا اعلان کرتے ہیں دو لاکھ بیرونی گار ہوتے ہیں ان سے وہ پورا ہو سکے گا؟ جب تک آپ لوگوں کی زمینیں ہموار کر کے زراعت کے قابل بنائیں دیں گے اس وقت تک لوگوں کے روزگار کا مسئلہ بھی حل نہیں ہو گا۔ لہذا میں ایوان سے request کرتا ہوں کہ اس کی حمایت کرے کہ وفاقی حکومت فوری طور پر بلڈوزر ہمیں فراہم کرے تاکہ آگے کی تباہ حالی سے ہم نجسکیں۔ Thank you very much.

محترمہ نسرين حسن کھیڑان: جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ!

محترمہ نسرين حسن کھیڑان: جناب سپیکر! یہ قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے۔ عجفر صاحب نے جیسے یہ قرارداد پیش کی ہے پچھلے دور میں بھی عجفر صاحب کو پتہ ہو گا کہ ان بلڈوزر کے حوالے سے ایک قرارداد منظور ہوئی تھی اور ہمیں حکومت کی طرف سے یہ یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ دس یا بارہ جتنے بھی بلڈوزر ہیں وہ نئے خریدے جائیں گے اور اسکے بعد پی اینڈ ڈی یا جس کے بھی انڈر یا بلڈوزر ہیں انہوں نے کیا اس کا بلیک اینڈ وائٹ میں کچھ ہمارے سامنے نہیں آیا۔ بلوچستان کا ۹۵% جو حصہ ہے وہ بارش کے پانی پر چلتا ہے اور بارش کا پانی جب آتا ہے تو زرعی زمین جو بھی ہے وہ ناہموار ہو جاتی ہے جب تک اس کو بلڈوزر سے ہموار نہ کیا جائے تب تک وہ قابل کاشت نہیں ہوگی یہ بلوچستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور اس سلسلے میں ہمیں جو عجفر صاحب نے کہا کہ 500 بلڈوزر خریدنے چاہیں میرے خیال میں ڈسٹرکٹ وائز ہمیں ان کی زمینوں کا سروے کر کے بلڈوزر میگوئے چاہیں۔ اور دوسرا یہ کہ جب اتنے بلڈوزر استعمال ہوتے ہیں اس کے بعد ان کی کوئی مرمت نہیں ہوتی جسکی وجہ سے وہ بلڈوزر یا مشینری خراب بھی ہوتی ہے اور استعمال سے بھی رہ جاتی ہے میں یہ صحیح ہوں کہ ہمیں کوئی ثابت کام کرنا چاہیئے جس سے ہمارے بلڈوزر بھی بڑھ جائیں اور ہماری زمینداروں کے جتنے hours ہیں وہ چاہے ایم پی اے فنڈ ز آتے ہیں یا کوئی ایم این اے یا سینٹر ز ان کو بھی بڑھانا چاہئے کیونکہ 100، 200 یا 500 بلڈوزر گھنٹوں سے کسی کی زمین کا کتنا فیصد ہموار ہوتا ہے وہ تو آپ کو بتا ہی ہو گا اس لئے میں اس تحریک کے حوالے سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بلڈوزر اور زیادہ ہونے چاہیں اور ہمارے بلڈوزر کی تعداد کو زیادہ کرنا چاہیے۔ Thank you

محترمہ روہینہ عرفان (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محترمہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن عجفر خان مندوخیل کی جو قرارداد ہے یہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اور جس طرح سے صوبہ متاثر ہو رہا ہے تمام اضلاع میں بلڈوزر hours موجود ہیں اور بلڈوزر کی کمی کی وجہ سے وہاں پر کام نہیں ہو رہا سابقہ گورنمنٹ کے جو ہمارے بلڈوزر hours تھے وہ ابھی تک موجود ہیں جس کی وجہ سے کام نہیں ہو رہا کیونکہ بلڈوزر اس حالت میں کہ وہ ناکارہ ہو چکے ہیں ان سے کوئی کام نہیں لیا جاسکتا ہے۔ پھر بلڈوزر کے لئے وہاں پر ڈیزل کا انتظام جناب سپیکر! اس بات کو ہم سنجدگی سے لیں۔

قرارداد میں جس طرح جعفر صاحب نے تمام چیزوں کی نشاندہی کی ہے اور بلوچستان کی ایک cream قرارداد جو پیش کی ہے اس سے پہلے انہوں نے ایک اچھے طریقے سے یہاں پر پیش کی کیونکہ ہمارے تمام اضلاع، اور تمام ممبر ان جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں انکی بھی خواہش ہے اور یہی پراملہ تمام ممبروں کو ہے اور یہاں کے لوگوں کو ہے۔ بلوچستان کے لوگ جس طرح سے متاثر ہو رہے ہیں کہ یہاں پر ان کے جو ممبرز ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ بات نہیں کرتے یا ان اضلاع کے بارے میں نشاندہی نہیں ہوتی۔ تمام ضلعوں کے بارے میں یہاں پر نشاندہی ہوتی ہے مگر عمل درآمد یا پیش رفت اس پر اس لئے نہیں ہوتی کہ یہاں سے قرارداد تو پاس ہو جاتی ہے مگر اس پر implementation نہیں ہوتی۔ اس وقت کریں گے کہ آپ یہاں پر ایک روئنگ پاس کریں کہ یہ چیز یہاں پر ہو۔ اگر بلڈوزر کی ضرورت ہے 500 بلڈوزر میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی کم ہے۔ یہاں بلوچستان کیلئے کیونکہ یہاں کا آپ ایریا اور زد کیلئے لیں بلوچستان تمام صوبوں سے رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور یہاں کی نامہواری میں تمام اضلاع میں ہے اس کیلئے یہ قرارداد اہمیت کی حامل ہے اس کی ہم حمایت کرتے ہیں اور جعفر خان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے بلوچستان کے تمام مسائل کو اس ہاؤس کے سامنے پیش کیا

And I congratulate. thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا یہ قرارداد منظور کی جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی)

ابھی جو Law and order situation کا مسئلہ ہے۔

سردارزادہ رستم خان جمالی (وزیر ایکسائز اینڈ ٹکسیشن) : جناب سپیکر صاحب! جمل مکمی، نصیر آباد، ڈیرہ بکٹی اور اس میں around about کوئی دوڑھائی لاکھا میکڑا یے ہیں جو نامہوار ہیں اور وہ بلڈوزر کے علاوہ ٹھیک نہیں ہو سکتے پچھلی گورنمنٹ میں میں ذاتی طور پر ایم صاحب سے ملا تھا تو ہمیں 500 بلڈوزر رکھنے ملے تھے جب کی ایم صاحب سے بات ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جمالی صاحب! یہ قرارداد میں ہو گیا ہے قرارداد منظور ہوئی ہے۔ اگرچہ صوبے میں امن و امان کا مسئلہ انہی اہمیت کا حامل ہے لہذا یہ اچنڈا پر نہیں ہے اگر ایوان مناسب سمجھتا ہے تو اس سلسلے میں اسمبلی روں کا مطالعہ کرتے ہوئے جناب جعفر مندوخیل کو یہ قرارداد پیش کرنے کی خصوصی اجازت دی جائے؟ ایوان کی منظوری سے جعفر خان مندوخیل اپنی خصوصی قرارداد پیش کریں۔

خصوصی قرارداد

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکریہ جناب سپیکر صاحب! کیونکہ بعض وقت یہ ہوتا ہے، sorry ایک وضاحت

کروں گا لاءِ اينڈ آرڈر کے لئے تحریک التواء میں نے اس وجہ سے پیش نہیں کی کیونکہ مجھے پتا تھا سب کو اس پر بہت شکایت ہے شاید گورنمنٹ یہ سمجھے کہ ہر وہ پوائنٹ اٹھا رہے ہیں جس میں گورنمنٹ کی بدنامی ہوتی ہے بعض ممبروں نے اس پوائنٹ کو اٹھایا تو پھر آپ کی اجازت سے آپ نے پیش اجازت دی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہائی اچھا ہے وہ تمام بحث سمیٹ کر کے اس قرارداد میں لانے کی ہم نے کوشش کی ہے جس میں مولانا واسع نے بھی ذکر کیا تھا وہ پوائنٹ بھی میں نے ڈالا ہے۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ بلوجستان میں لاءِ اینڈ آرڈر کی انہائی خرابی سابقہ حکومت کی قانون سازی کی وجہ سے ڈی سی کے اختیارات ختم ہونے کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ لہذا وفاقی حکومت فوری طور پر قانون سازی کے ذریعے ڈپی کمشنر کے اختیارات بحال کرے اور پولیس کو صوبائی حکومت کے ماتحت کرے تاکہ لاءِ اینڈ آرڈر کو درست کیا جاسکے۔ یہ قرارداد میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قرارداد پیش ہوئی۔ آیا یہ قرارداد منظور کی جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی)
سیکرٹری اسمبلی اب گورنر بلوجستان کا حکم نامہ پڑھ کر سنائیں۔
جناب محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی):

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973, I Nawab Zulfiqar Ali Magsi , Governor Balochistan , hereby prorogue the session of the Provincial Assembly of Balochistan on Wednesday the 11th February 2009 , after the session is over.

sd/

(Nawab Zulfiqar Ali Magsi)

Governor Balochistan

جناب ڈپٹی سپیکر: اسمبلی کا اجلاس ایک بجکر پچیس منٹ پر غیر معینہ مدت کے لئے متوجی ہو گیا۔



بلوچستان صوبائي اسمبلی

سرکاري رپورٹ ردسوان اجلاس

مباحثات 2009ء

﴿اجلاس منعقدہ 11 فروری 2009ء برطابق 15 رصفر 1430ھ بروز پہنچ﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
1	وقفہ سوالات۔	2
6	رخصت کی درخواستیں۔	3
<u>سرکاری قراردادیں</u>		
8	مشترکہ قرارداد نمبر 17 مجاہب انجینئر زمرک خان (وزیر مال)	4
15	مشترکہ قرارداد نمبر 18 مجاہب جناب سلطان محمد تین (وزیر جل خانہ جات)	5
21	قرارداد نمبر 19 مجاہب میر حبیب الرحمن محمد حسنی (وزیر بی واسا اور QGWSP)	6
32	قرارداد نمبر 20 مجاہب مولوی عبدالصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جنگلی حیات)	7
<u>غیر سرکاری قراردادیں</u>		
38	قرارداد نمبر 7 مجاہب شیخ جعفر خان مندوخیل۔	8
45	قرارداد نمبر 9 مجاہب شیخ جعفر خان مندوخیل۔	9
48	خصوصی قرارداد مجاہب شیخ جعفر خان مندوخیل۔	10
49	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	11

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسٹبلی

51

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسٹبلی

52

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسمبلی

53

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسٹبلی

54

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسٹبلی

56

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسٹبلی

58

۱۱/فروری ۲۰۰۹

بلوچستان صوبانی اسمبلی

۵۹
